تحریک

دعوتِ اسلامی

کا

تنقیدی جائزہ

از

شیخ الاسلام علامہ سیّد محمّد مدنی اشرفی جیلانی
جانشین محدّثِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ

ناشر

محدثِ اعظم مشن گجرات پردیش
خانقاہ اشرفی ہاتھی کھائی احمد آباد
PIN. N. 380021

محمد یوسف [illegible] نظامی

تحریک
دعوتِ اسلامی
کا
تنقیدی جائزہ

از

شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

جانشین محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمۃ

ناشر
محدث اعظم مشن گجرات پردیش
خانقاہ اشرفی ہاتھی کھائی احمد آباد
PIN _ NO 380021

★ جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ★

نام کتاب ـــــ تحریک دعوت اسلامی کا تنقیدی جائزہ
مصنف ـــــ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی جانشین محدث اعظم
پروف ریڈر ـــــ مولانا غلام سید اشرفی
کاتب ـــــ محمد حنیف انصاری راجپور گومتی احمد آباد
سن طباعت ـــــ مئی ۱۹۹۲ء
بار اول ـــــ ۳/ ہزار
قیمت

ناشر اور ملنے کا پتہ
↓
محدث اعظم مشن گجرات پردیش، خانقاہ اشرفی
باقی کھائی ۔ احمد آباد ۲۱ (گجرات)

۷۸۶
۹۲

عرضِ ناشر

"دعوتِ اسلامی" جس کے بانی و محرک عاشقِ مصطفٰے، صوفیٔ باصفا حضرت علامہ مولانا محمد الیاس صاحب قادری رضوی، ضیائی ہیں۔ ایک اصلاحی تنظیم ہے جس کا نصب العین اصلاح بین المسلمین اور احیاءِ سُنّت کے سوا کچھ نہیں۔ یعنی لوگوں میں اسلامی و مذہبی اسپرٹ پیدا کرنا اور خوابیدہ قوم کو عملی بیداری کی دعوت دینا۔ لیکن چند معاندین و حاسدین۔ یا۔ علم و آگہی سے بے بہرہ لوگوں نے اس کے طریقۂ کار اور پالیسی کو اس سے وابستہ افراد کے عقائد و نظریات پر محمول کیا ــــ حالانکہ ایک ہے کسی کا عقیدہ و نظریہ۔ اور ایک ہے اس کا طریقۂ کار اور پالیسی۔ اور یہ دونوں دو متفرق چیزیں ہیں۔ صرف کسی کے طریقۂ کار کو دیکھ کر اس کے عقیدہ و نظریہ کے تعلق سے کوئی حتمی رائے نہیں قائم کی جا سکتی ــــ اور پھر اس کے بانی مبانی صوفیٔ باصفا کو تو اس تعلق سے ہند و پاک کی عظیم المرتبت ہستیوں۔ نیز۔ چوٹی کے علماء و مفتیانِ کرام کی بھاری تعداد میں تائیدیں حاصل ہیں ــــ لہٰذا ایسے شخص کے متعلق پھر اپنی کوئی ذاتی، خود ساختہ رائے ٹھونسنا یقیناً غیر عاقلانہ طرزِ عمل ہے ــــ معاندین و حاسدین کے اس رویّہ سے چونکہ پوری قوم میں ایک افراتفری مچی ہوئی تھی۔ اور "دعوتِ اسلامی" کے تعلق سے ہر نگاہیں سوالیہ بن گئی تھیں کہ آخر اصل حقیقت کیا ہے؟ ــــ

اس ماحول اور حالات کا شیخ الاسلام والمسلمین، رئیس المحققین

حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ نے بڑی گہرائی سے جائزہ لیا اور اس بڑھتے ہوئے انتشار و فتنے کے سدِ باب کے لئے ایک ایسی تفصیلی تحریر قلمبند فرمائی کہ ایک طرف یہ تحریر اگر دعوتِ اسلامی کی حقیقت و اصلیت کی آئینہ دار ہے تو دوسری طرف یہ ایک ایسا اصول اور ضابطہ بھی ہے کہ جس کا لحاظ کرنے سے قوم آئندہ کبھی بھی کسی بھی تنظیم - یا - تحریک کو سمجھنے میں دھوکہ نہیں کھا سکتی اور کسی کے بھی دامِ فریب میں نہیں آسکتی —— لہٰذا کوئی صاحب بھی اس تحریر سے ہرگز یہ مطلب نہ لیں کہ کسی قسم کی نئی بحث کا آغاز مقصود ہے ایسا نہیں — بلکہ اس تفصیلی تحریر کا واحد مقصد صرف اور صرف اس انتشار اور فتنے کا سدِ باب ہے جو قوم میں ناسور کی طرح بڑھ رہا ہے —— حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ہم اپنے عوام اہلسنت سے - نیز - علمائے ذیشان سے خصوصاً استدعا کریں گے کہ خدارا اپنے کو - اور - اپنوں کو تقسیم مت کیجئے۔ اتحاد و اتفاق کی فضا پیدا کیجئے۔ رب تعالیٰ ہمیں اتفاق و اتحاد پر قائم فرمائے۔ ——

ویسے ہمارے وہ علماء جو صاحبانِ علم با فیض ہیں اور واقعۃً جن کے دلوں میں قوم کا درد ہے وہ ہرگز ایسے پراگندہ اور نفرت انگیز ماحول کو برداشت نہیں کر سکتے۔ جو قوم کو فتنہ میں ڈال دے اپنے علم و تحقیق کی روشنی میں وہ ہمیشہ مثبت پہلو ہی اختیار فرماتے ہیں۔ اور قوم کی رہبری کا حق ادا کرتے ہیں - اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل میں کسی بھی قسم کی رعایت سے کام نہیں لیتے ——

رہ گئے وہ علماء جو ایسے ہی ماحول کے رسیا و دلدادہ ہیں اور اسی میں اپنی بقا تصور کرتے ہیں ان کی بات ہی الگ ہے اور اس تحریر کا روئے سخن بھی انکی جانب نہیں ہے۔ ایسوں کیلئے تو بس یہ شعر ہی کافی ہے۔

تعلیم اس کے جوہرِ ذاتی کو کھا گئی ⁂
آبِ حیات پی کے اسے موت آگئی۔

اراکین محدثِ اعظم مشن "گجرات پردیش" خانقاہ اشرفی ہاتھی کھائی احمد آباد ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریکِ دعوتِ اسلامی کا تنقیدی جائزہ

ادھر چند مہینوں سے میں اپنے ملک کے جس جس حصے میں گیا مجھ سے دعوتِ اسلامی کے تعلق سے میرے اپنے خیالات معلوم کئے گئے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ خصوصی مجلسوں میں شریک ہونے والے احباب کے سوال پر مختصراً میں اپنے علم و خبر کی روشنی میں اپنی رائے ظاہر کرتا رہا اور اب آہستہ آہستہ سوالات کرنے والوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ ان حالات کے پیشِ نظر میں نے سوچا کیوں نہ میں اپنے خیالات کو ایک مفصل تحریر کی صورت میں قلمبند کرلوں اور اس کی اشاعت کرادوں۔ بعض احباب سے جب میں نے اس خیال کا اظہار کیا تو انہوں نے بھی اس کو بہت مناسب قرار دیا۔ کچھ عرض کرنے سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ کسی تحریک کو سمجھنے سے پہلے اس کے محرک و بانی کو سمجھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے کہ بانی کے اعتقادی محرکات اس کی حرکتِ عملی کی ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں۔ وہ لوگ غلطی پر ہیں جو صرف کسی فرد کی عملی حرکت سے متاثر ہوکر اس کی تحریک کا ساتھ دینے لگتے ہیں اور خود اس بانی کے عقائد و نظریات کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور بڑی بے پرواہی سے کہدیا کرتے ہیں کہ ہم کو تو صرف اچھی تحریک سے مطلب ہے۔ بانی و محرک کے عقیدہ و نظریہ سے کیا غرض؟ ان سادہ لوحوں کو معلوم نہیں کہ جس تحریک کو انہوں نے شعور و آگہی کی روشنی میں اچھا سمجھ کر اپنایا ہے اس کا محرک و بانی اسی تحریک کی راہ سے لاشعوری طور پر ان کے ذہن و فکر پر چھا جائیگا اور پھر اس کی ذات اپنے جملہ عقائد و نظریات کے ساتھ ان کے دلوں میں ایسا اتر جائے گی کہ پھر اس کو دل سے نکالنا دشوار ہو جائے گا اور کل ابتداءً بانی کے جو نظریات ان کو برے لگ رہے تھے ان کو برا کہنے میں ان کو تکلف محسوس ہونے لگے گا۔

یہاں تک کہ وہ وقت بھی آئے گا کہ یہی برا سمجھنے والے انہیں نظریات کے درپردہ حمایت کرنے لگیں گے اور پھر آگے چل کر وہ انہیں نظریات وخیالات کے داعی کی صورت میں نظر آنے لگیں گے۔ اپنے نظریات وخیالات کو دوسروں کے ذہن وفکر میں اتارنے کا یہی ایک قدیم آزمودہ طریقہ ہے۔ کہ پہلے ایک ایسی تحریک قوم میں پیش کرو جس کی قوم پیاسی نظر آئے اور پھر ایسی عملی حرکت کا مظاہرہ کرو کہ قوم خود بخود نادانستہ طور پر، ہماری ذات کے قریب ہوتی جائے اور جب وہ ہم کو مان لے گی تو وہ ہمارے عقائد ونظریات کو اپنانے سے اپنے کو بچا نہ سکے گی۔ ہماری ذات ونظریات میں ایسی تفریق کرنا کہ ذات سے تو لگاؤ رہے اور نظریات سے دوری یہ اس کے بس سے باہر کی چیز ہوگی ـــ المختصر۔ اپنی دعوت کو منوانے کے لئے اور اپنے نظریات کا گرویدہ بنانے کے لئے خود اپنے کو منوانا ایک داعی کے لئے لازمی ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ اسکے لئے حسن کارکردگی کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے ـــ اسی لئے اسلام اس بات کی خاص تاکید کرتا ہے کہ اگر تمہیں علم دین بھی سیکھنا ہو تو پہلے دیکھو سکھانے والا کون ہے ؟ اس لئے کہ دین کا علم بھی دین ہے اور بے دین سے دین نہیں مل سکتا۔ اسلام کی یہ تعلیم کہ ـــ **ھذا العلم دین فانظروا مما تاخذونہ** (یہ علم دین بھی دین ہی ہے پھر تم غور کرلو کہ اسے کس سے حاصل کر رہے ہو) اسی حقیقت سے نقاب کشائی کرتی ہے کہ متعلم کا معلم کی ذات سے متاثر ہونا اور اس سے محبت کرنے لگنا، اور پھر نظریاتی طور پر بھی اس سے قریب ہو جانا ایک عمومی چیز ہے جس سے بچ رہنا شاذ ونادر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ضابطہ بناتے وقت عمومی حالات کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اور شاذ ونادر امر پر کالمعدوم کہہ کر نیستی کا پردہ ڈال دیا جاتا ہے ـــ مذکورہ بالا ان حقائق کے پیش نظر میرے لئے ضروری ہوا کہ میں اولاً "دعوتِ اسلامی" کے امیر وبانی کے تعلق سے صحیح معلومات حاصل کروں اور ظاہر ہے کہ صحیح معلومات حاصل کرنے کی مندرجہ ذیل صورتیں معروف ومتعارف ہیں ـــ

ع۱ خود بانی ومحرک سے ملاقات کرکے انہیں سے ان کے عقائد ونظریات اور انکی

تحریک کے محرکات کو معلوم کر لیا جائے۔ اور کچھ دنوں تک ان کی صحبت میں رہ کر ان کے شب و روز کے معمولات کا کسی قدر تفصیلی علم حاصل کر لیا جائے۔

۲ : ان کی تصنیف کردہ کتابوں اور تحریر کردہ مضامین کا بغائر مطالعہ کیا جائے۔

۳ : اپنے معتبر و مستند عظیم المرتبت علمائے کرام (جو اس بانی اور محرک کو قریب سے جاننے والے ہوں) کے ارشادات اس کے تعلق سے معلوم کئے جائیں۔ پہلی صورت تو مجھے اب تک میسّر نہیں آسکی مگر مؤخر الذکر دو صورتوں کی روشنی میں مجھے جو کچھ معلوم ہو سکا ہے اسی سے مجھے کافی شرح صدر ہوا جس کے نتیجے میں دعوتِ اسلامی کے بانی کے تعلق سے اب تک کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہو سکا۔ اس مقام پر آئیے ایک سرسری جائزہ اس بات کا لے لیں کہ خود بانیٔ دعوتِ اسلامی کو ہمارے جلیل القدر عظیم المرتبت علمائے اہلسنّت نے کن لفظوں سے یاد کیا ہے ـــــ

(۱) استاذ الفضلاء، مولانا مفتی محمد اشفاق احمد صاحب قبلہ مہتمم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم جامع مسجد خانیوال فرماتے ہیں۔

"صاحب المجد والجاہ فخر الاقران والاشباہ عاشق خیر الوریٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) حامیٔ سنتِ مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) صوفی باصفا حضرت علامہ الحاج محمد الیاس صاحب قادری، رضوی، ضیائی، مدظلہ العالی" (فیضانِ سنّت)

(۲) شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد عبد اللہ صاحب قادری، برکاتی، اشرفی، پرنسپل دارالعلوم جامعہ حنفیہ قصور پاکستان فرماتے ہیں۔

"جناب محترم رہبر شریعت، پیر طریقت، عمدۃ الواصلین، زبدۃ العارفین عاشقِ رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) صوفی باصفا ابو المعالی مولانا محمد الیاس صاحب قادری، رضوی امیر دعوتِ اسلامی" (ایضاً)

(۳) شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی حافظ عزیز احمد صاحب قادری، بدایونی خلیفہ مجاز قطب دار الہجرۃ حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ـــ اللہ تبارک وتعالیٰ مؤلف ـــ

(فیضانِ سنت) محمد الیاس قادری کی کوششوں کو کامیاب فرمائے۔ اور مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔" (ایضاً)

(۴) شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد صاحب سیالوی فرماتے ہیں۔

"عاشقِ مدینہ محمد الیاس قادری ..... اللہ کریم (جل جلالہٗ) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقۂ جلیلہ سے مؤلف کتاب مستطاب فیضانِ سنت کے گفتار و کردار میں برکت و ترقی عطا فرمائے۔" (ایضاً)

(۵) نمونۂ اسلاف، عالمِ باعمل حضرت علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب قادری، رضوی، خلیفۂ مجاز حضرت محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب قادری رضوی، (رحمۃ اللہ علیہ) "عاشقِ مدینہ حضرت مولانا محمد الیاس قادری صاحب امیرِ دعوتِ اسلامی مدظلہ العالی ..... خدا تعالیٰ بوسیلۂ مصطفٰے (علیہ التحیۃ والثناء) مولانا جیسے رہنمایانِ قوم کے علم و عمل، عمر و صحت اور جذبۂ تبلیغ و خدمتِ دین میں مزید برکت عطا فرمائے۔ تاکہ اہلِ اسلام ان سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں آمین (ایضاً)

(۶) حضرت علامہ مفتی مولانا محمد جان صاحب نعیمی فرماتے ہیں —

"مجاہدِ ملت امیرِ دعوتِ اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قادری دام اقبالہٗ ..... خداوند قدوس ان کی کاوشوں کو منظور و مقبول اور مستجاب فرمائے۔ اور اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ (ایضاً)

(۷) حضرت علامہ مفتی غلام سرور صاحب قادری خلیفۂ مجاز قطب دار الہجرۃ، فرماتے ہیں

"مجاہدِ امت حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قادری دامت برکاتہم العالیہ (ایضاً)

(۸) حضرت مولانا محمد فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی قادری سجادہ نشین حضرت شیخ العرب والعجم قطب دار الہجرہ (علیہ الرحمۃ والرضوان) فرماتے ہیں

"فقد طالعت ھذا الکتاب المسمّٰی "فیضانِ سنت" الذی الفہ فضیلۃ مولانا محمد الیاس القادری الرضوی الضیائی من علمۃ

صفحات فوجدته نافعا مفيدا خدمة للاسلام والمسلمين"

(ایضاً) یعنی میں نے اس کتاب (فیضانِ سنت) کا مطالعہ کیا جسے بلند مرتبہ حضرت مولانا محمد الیاس قادری، رضوی، ضیائی نے کثیر صفحات پر تالیف کیا پس میں نے اس کتاب کو نافع اور مفید پایا یہ اسلام اور مسلمین کی عظیم خدمت ہے

(٩) شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی حافظ احسان الحق صاحب قادری رضوی، فیصل آباد رقمطراز ہیں۔

"یوں معلوم ہوتا ہے کہ فیضانِ سنت کو مدنی فیض براہ راست بھی پہنچ رہا ہے اور بغداد شریف اور بریلی شریف سے ہو کر بھی۔ بنا بریں اس کتاب کو پندرھویں صدی کی بہترین مفید ترین تصنیف قرار دینا بالکل درست ہوگا۔ اس پر عمل کرنے سے منازل سلوک طے ہو سکتے ہیں اور مدارجِ ولایت تک رسائی میسر ہو سکتی ہے۔ فیضانِ سنت کے مصنف سے احباب کو متعارف کرانے کیلئے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ آپ دعوتِ اسلامی کے امیر ہیں۔ جب حد درجہ کے نامساعد حالات میں دعوتِ اسلامی کی بنیاد رکھی تو اعداء دین کے علاوہ حاسدین بھی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے لیکن آپ مخالفوں کی زبردست یورش دیکھ کر بزبانِ حال سرکارِ مدینہ سرور قلب وسینہ حضرت جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں یوں مستغیث ہوئے —

ایک طرف اعداء دیں اور اک طرف ہیں حاسدیں
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود
کیوں کہوں بے کس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فدا، تم پہ کروڑوں درود،

کریم آقا (صلے اللہ علیہ وسلم) نے کروڑوں درودوں کا یہ نذرانہ قبول فرما کر

ایسا کرم فرمایا کہ امیرِ دعوتِ اسلامی کو نہ تنہا رہنے دیا اور نہ بے بس۔ ... تیس سال کی عمر میں حج و زیارت کی دولت نصیب ہوئی جب مدینہ طیبہ (صلے اللہ علے صاحبہا) کی زیارت کی تو وہاں خلیفۂ اعلیحضرت حضرت مولانا محمد ضیاء الدین احمد مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کی اور آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ویسے بذریعہ خط پہلے ہی سے حضرت شیخ الفضیلۃ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے۔" (ایضاً)

(۱۰) حضرت علامہ مولانا مفتی حافظ قاری نیاز احمد سلیمانی قادری مہتمم مدرسہ جامعہ مہریہ مفتاح العلوم ضلع مظفر گڑھ فرماتے ہیں۔

" اس تحریک کے امیر حضرت مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ العالی ہیں جو بہت متقی اور پارسا اور سچے عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں" (ایضاً)

(۱۱) ، غزالیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز اپنی ایک جوابی تحریر میں فرماتے ہیں۔

" دعوتِ اسلامی کا فروغ دیوبندی تبلیغی جماعت کے لئے پیغامِ موت ہے۔ ..... امیرِ دعوتِ اسلامی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مبارک ذات .....

(۱۲) غزالیٔ دوراں قدس سرہ اپنے ایک پیغام میں ارشاد فرماتے ہیں۔

" عرصہ دراز سے جس ضرورت کو سُنّی محسوس کر رہے تھے بحمدہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قادری زید مجدہم کی مساعیٔ جمیلہ سے اب وہ پوری ہوتی نظر آ رہی ہے۔ .....

ہر سنی کو اچھی طرح یہ بات یاد رہے کہ دعوتِ اسلامی کے محرک مولانا محمد الیاس صاحب قادری متصلب سنی اور حضرت ضیاء الملۃ والدین مولانا محمد ضیاء الدین صاحب قادری رضوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ بلا تامل ہر سُنّی کو

اس تحریک دعوتِ اسلامی میں شامل ہو کر اسے تقویت پہنچانا چاہیئے۔"

(۱۳) محدثِ کبیر حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ شہزادہ حضرت صدر الشریعہ فرماتے ہیں:

"مولانا شاہ محمد الیاس صاحب قادری زادہ اللہ فیضاً وعرفاناً ...... میں دعا کرتا ہوں کہ رب قدیر اس کتاب کو مقبولیت عام عطا فرمائے۔ اور مولانا موصوف کی تحریک کو استقامت کے ساتھ بامِ عروج تک پہونچائے۔"

(۱۴) حضرت مفتی محمد مکرم احمد صاحب جامع مسجد فتحپوری دہلی ارشاد فرماتے ہیں:

...."امیر دعوتِ اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس قادری صاحب مدظلہ العالی..... احقر دعاگو ہے کہ وہ تعالیٰ مولانا محمد الیاس قادری صاحب کی سرپرستی میں اس جماعت کو زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جو اس کام سے وابستہ ہیں ان کو ثابت قدم رہ کر سچی خدمت کا صلہ عطا فرمائے ـــ"

(۱۵) حضرت مولانا معظم احمد نائب امام مسجد فتحپوری لکھتے ہیں:

"میں نے فیضانِ سنت کتاب" مؤلفہ امیر دعوتِ اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس قادری صاحب مدظلہ کا جستہ جستہ مطالعہ کیا یہ نہایت مفید کتاب ہے۔"

(۱۶) حضرت گرامی قدر و منزلت مفتی محمد میاں صاحب ثمر نقشبندی ارشاد فرماتے ہیں

"حضرت گرامی منزلت مولانا محمد الیاس قادری مدظلہ لسامی لائق صد مبارک باد ہیں کہ آپ نے ایک عظیم فرض کفایہ بروقت ادا کر کے امت پر عموماً اور علماء ملت پر خصوصاً ایسا احسان فرمایا ہے۔ جس کے فیوض و برکات دائمی ہیں۔"

(۱۷) حضرت علامہ اختر رضا صاحب ازہری برادرانِ اہلِ سنت وجماعت کے نام اپنے

ایک پیغام میں ارشاد فرماتے ہیں:

"دعوتِ اسلامی کا ایک وفد گجرات کے دورہ پر آ رہا ہے۔ یہ تنظیم بحمدہٖ تعالیٰ سُنّیوں کی تنظیم ہے جس کے بانی مولوی محمد الیاس قادری ہیں جو حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب مہاجر مدنی علیہ الرحمہ سے بیعت ہیں اور خود متصلب سُنّی ہیں اور دیوبندیوں وغیرہم کو حسام الحرمین کی روشنی میں کافر، مرتد، بے دین جانتے ہیں اور اپنے لوگوں کو اپنے مخصوص انداز میں مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قائم رکھنے کی سعی کرتے ہیں۔ سات نکاتی منشور کے بارے میں ان سے گفتگو ہوئی اس کو انہوں نے کالعدم کر دیا۔ یہ بفضلہ تعالیٰ معمولِ اہلِ سُنّت میلاد و اعراسِ بزرگانِ دین وغیرہا کے قائل ہیں۔ امید ہے کہ لوگ وفد کے اجتماع میں شریک ہوں گے — والسلام

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

اس تحریر کے نیچے یہ نوٹ لگایا ہے۔

(نوٹ) ان سے کل گزشتہ ۲۸ محرم ۱۴۱۲ھ موافق ۱۰ اگست ۱۹۹۱ء کو ملاقات ہوئی تھی جس میں انہوں نے کالعدم منشور کے بارے میں وضاحت کی۔

اوپر ذکر کردہ بارہ پاکستانی عظیم المرتبت، جلیل القدر علماء کرام کے ارشادات اس لئے بھی اہم ہیں کہ یہ امیر دعوتِ اسلامی کو بہت قریب سے جاننے والے ہیں۔ ان ارشادات کی روشنی میں بانیِ دعوتِ اسلامی کا صحیح العقیدہ متصلب سُنّی ہونا ہر طرح کے شکوک و شبہات سے بالاتر ہو جاتا ہے اب ان کی ذات کو نظریاتی طور پر شک کی نظر سے دیکھنے والے یا تو اعدائے دین ہوں گے یا حاسدین — یا ان دونوں میں سے کسی کے تابعین۔

میں تو اسے امیر دعوتِ اسلامی کی اعلیٰ ظرفی سمجھتا ہوں کہ انھوں نے ایک تحریر بھی لکھدی اور اس پر اپنا دستخط کر کے علمائے کرام کے سامنے پیش کر دیا تاکہ ان سے عظیم کام میں رکاوٹ ڈالنے کا کسی کو کوئی ادنیٰ سا بہانہ بھی نہ مل سکے اور وہ تحریر یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ
وعلیٰ آلک واصحابک یا نور اللہ

مدینہ

الحمد للہ رب العالمین علیٰ کل حال، میں سگِ مدینہ محمد الیاس قادری رضوی ضیائی عفی عنہ امام اہلسنت، عظیم البرکت، مجدد دین و ملت حضرت مولانا امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن کے ارشادات، فتاویٰ، عقائد و اعمال اور معمولات اہلِ سنت مثلاً میلاد و قیام، جلوس میلاد النبی (صلے اللہ علیہ وسلم) اعراس بزرگانِ دین (رحمہم اللہ) خصوصاً گیارہویں شریف وغیرہ کا بالکل پابند ہوں۔ بالخصوص علمائے عرب و عجم اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے حسام الحرمین، تمہید الایمان و دیگر تصانیف میں احقاقِ حق اور ابطالِ باطل فرمایا ہے وہی میرا مسلک ہے۔ نیز سیدی اعلیحضرت امام احمد رضا خاں علیہ رحمۃ الرحمٰن کی تعلیمات کو دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق اپنے جائز طریقہ کار سے عام کر کے سُنّیت کو فروغ دینا ہی "دعوتِ اسلامی" کا نقطۂ نظر ہے۔ ہر تنظیم کے اصول و ضوابط ہوتے ہیں۔ اس طرح "دعوتِ اسلامی" کے بھی ہیں اور اس کے مطابق عوام کے ساتھ ساتھ علماء و مشائخ اہلسنت کا بھی "دعوتِ اسلامی" میں ہمیشہ استقبال ہے۔

طالب غم مدینہ و بقیع و مغفرت
محمد الیاس قادری ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۲ھ

اس تحریر کو دیکھ کر علماء کرام کی ایک بڑی جماعت نے "دعوت اسلامی اور اسکے امیر کے تعلق سے مندرجہ ذیل لفظوں میں اپنے اطمینان کا اظہار فرمایا ہے۔

"ہم دستخط کنندگان مذکورہ بالا بیان کے پیشِ نظر امیر اہلسنّت مولانا محمد الیاس قادری، رضوی، ضیائی اور ان کی دعوتِ اسلامی سے قطعاً مطمئن ہیں۔"

اس تحریر کے نیچے ۳۶ علمائے کرام کے دستخط ہیں اور مزید علماء کرام سے اس پر دستخط حاصل کرنے کی مہم جاری ہے مجھے یقین ہے کہ ہر وہ عالم اس پر دستخط کرنے پر مجبور ہوگا جو عدل و انصاف اور دین و دیانت کے سایے میں فیصلہ کرنے کا عادی ہے۔ رہ گئے حاسدین تو یہ کب کسی کے رہے ہیں کہ کوئی ان سے اچھی امید وابستہ رکھے اوپر ذکر کئے ہوئے جن جن علماء کرام نے امیر دعوتِ اسلامی کے تعلق سے اپنے اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے اور انہیں القاب و آداب کے ساتھ یاد کیا ہے انہیں علمائے کرام نے اسی دعوت کو ملک و ملت کیلئے ایک اہم ضرورت قرار دیا ہے۔ جن میں تو خاص کر کے غزالیٔ دوراں قدس سرہٗ کا بیان تو بہت واضح ہے۔ غزالیٔ دوراں نے تو اپنے پیغام میں یہاں تک کہہ دیا کہ ـــ

"ہمارے علماء و مشائخ و عمائد و عظماء اہلِ سُنّت کا فرض ہے کہ اس دعوت کو پاکستان کے گوشہ گوشہ میں پہونچا دیں اور اس کے ساتھ بیرونی ممالک میں بھی اس دعوتِ اسلامی کو عام کر دیں۔"

شاہزادۂ غزالیٔ دوراں، فاضلِ جلیل حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی صاحب برادرانِ طریقت، اور جملہ احبابِ اہلسنّت کے نام اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

> آپ حضرات کے علم میں ہے کہ دعوتِ اسلامی کا مقصد وحید صحیح خطوط پر مسلمانوں کی دینی اور مذہبی رہنمائی ہے۔ الحمد للہ بہت تھوڑے عرصے میں "دعوتِ اسلامی" نے فقید المثال کامیابی حاصل کی۔ آپ حضرات سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ اپنے اپنے علاقو

میں دعوتِ اسلامی کے پروگراموں میں بھرپور حصہ لے کر انھیں کامیاب بنائیں

فقیر کی دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ دعوتِ اسلامی کو فروغ اور ترقی عطا فرمائے اور ہم سب کو دینِ متین کی بے لوث خدمت کی توفیق عطا فرمائے آمین

بریلی شریف کے مرکزی دارالعلوم منظر اسلام کے مہتمم اور آستانۂ عالیہ رضویہ نوریہ، حامدیہ، رحمانیہ کے سجادہ نشین شاہزادہ ریحان الملت حضرت سبحانی میاں صاحب نے بھی علمائے کرام اور برادرانِ اہلِ سنت کو اپنا یہ پیغام دیا ہے۔

”کچھ عرصہ قبل دعوتِ اسلامی نامی جماعت کا قیام عمل میں لایا گیا اس کا دائرۂ تبلیغ محدود نہیں بلکہ سارے عالم کو اسلامی غور و فکر دینے کیلئے کمربستہ ہے۔ اس جماعت کا ملکی سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کو فروغ دینا ہی نصب العین ہے دعوتِ اسلامی نام کی تنظیم کے مراکز مختلف ممالک میں قائم ہو رہے ہیں۔ لہٰذا برادرانِ اہلِ سنت خصوصاً علمائے کرام اور ائمہ مساجد سے ہر ممکن تعاون کی اپیل ہے“۔

فاضلِ جلیل حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی نائب صدر کل ہند مسلم پرسنل لا کانفرنس نے ان لفظوں میں دعوتِ اسلامی کا تعارف کرایا ہے۔

”دعوتِ اسلامی کا ایک مقدس قافلہ جسے قافلۂ حجاز کہا جانا چاہیئے۔ وہ تقریباً ایک ماہ سے سرزمینِ دہلی پر خیمہ زن ہے۔ پرانی دہلی سے نئی دلی تک اس کی دعوتی سرگرمیاں جاری ہیں! اور کئی درجن مساجد میں اپنے اثرانگیز بیانات کے ذریعہ اس نے احیاءِ سنت کا فریضہ انجام دے کر عشقِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا فانوس روشن کر دیا ہے۔ راقم سطور کی مخلصانہ دعاء ہے کہ ربِ کائنات دعوتِ اسلامی کو عالمِ اسلام کے گوشے گوشے میں پھیلا کر اسے مسلمانانِ عالم کے درمیان قابلِ رشک حد تک رائج و مقبول بنائے اور اسے ہر محاذ پر کامیاب و کامران فرمائے آمین! بجاہ حبیبہٖ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم“

اوپر ذکر کئے ہوئے علما و مشائخ کے ارشادات و تاثرات کو دوبارہ بغور ملاحظہ فرما لیجئے۔ کسی نے بھی امیر دعوتِ اسلامی کی ذات یا ان کی تحریک کو شک کی نظر سے نہیں دیکھا۔ سبھوں نے ان کو اپنا سمجھا اور ان کی تحریک کو دین و سنیت کے فروغ کے لئے مفید قرار دیا۔ نیز۔ امیر دعوتِ اسلامی نے اپنی تحریک کو بڑھانے اور پھیلانے کے لئے جو پالیسی اختیار کی ایک کے سوا کسی نے بھی اس پالیسی پر کسی طرح کی نکتہ چینی نہیں کی۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ نکتہ چینی نہ کرنے والے حضرات علمائے کرام حکمت و مصلحت کے تقاضوں سے اچھی طرح واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ایک چیز ہے کسی تحریک کے بانی کا عقیدہ و نظریہ اور دوسری چیز ہے اس تحریک کو عام کرنے کی پالیسی اور اس کا طریقۂ کار۔ مثال کے طور پر تبلیغی جماعت کے تمام ذمہ دار افراد کا یہ عقیدہ ہے کہ میلاد و قیام، درود و فاتحہ، اعراسِ بزرگان ؒ گیارہویں بارہویں کے جلوس وغیرہ وغیرہ۔ کرنے والے سب کے سب بدعتی، گمراہ ضال اور مضل ہیں۔ مگر۔ ان کی پالیسی یہ ہے کہ وہ اپنے کسی بھی عوامی اجتماع میں ان مسائل پر کسی طرح کا اظہار خیال نہیں کرتے اور نہ ایسا کرنے والوں سے ان مسائل میں بحث کرتے ہیں نہ کسی سے الجھنا چاہتے ہیں۔ اپنی تحریک کو تحریک کلمۃ وصلوٰۃ کہتے ہیں اور اپنی ساری گفتگو کلمہ و نماز ہی تک محدود رکھتے ہیں۔ یا۔ زیادہ سے زیادہ تبلیغی نصاب کے اسباق دہراتے رہتے ہیں ـــ ہاں۔ اس طرح کے مسائل پر الجھنے کیلئے ان کی ہم عقیدہ ایک الگ جماعت ہے جو تبلیغی جماعت کے پلیٹ فارم سے الگ رہ کر کام کرتی ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہیں ان مسائل میں الجھنے کی صورت میں ان کی تحریک ناکام ہو جائے گی اور بحث و مناظرہ کی راہ میں پڑ کر گمراہ کرنے کی ان کی خفیہ سازش رسوا ہو جائے گی۔ تبلیغی جماعت کا یہی طریقۂ کار ہے جو اسے مقبول عام بنا رہا ہے۔ اور نادان لوگ غیر شعوری طور پر اسکی طرف کھنچے جا رہے ہیں یہی راز ہے کہ آج کل کسی دیوبندی عالم نے تبلیغی جماعت کے مذکورہ طریقۂ کار کی مذمت نہیں کی۔ اور انھیں اس بات پر مجبور نہیں کیا کہ وہ کھلم کھلا

ردکرکے اپنے موقف سے بحث و مناظرہ کا دروازہ کھول دیں ـــ دیو بندی علما سمجھ رہے ہیں کہ اگر یہ لوگ کھل کر مخالفت نہیں کرتے مگر تعداد تو ہماری ہی بڑھا رہے ہیں ـــ میلاد و قیام وغیرہ کے خلاف بیان دیے بغیر اگر میلاد و قیام وغیرہ کا دشمن بنایا جا سکتا ہے تو پھر جھگڑے والی صورت کیوں اختیار کی جائے ؟ ہم جس کو بدعتی گمراہ سمجھتے ہیں اسے بدعتی اور گمراہ کہے بغیر اگر ہم اس کو اپنا بنا لیں یہاں تک کہ وہ خود سمجھنے لگے کہ ہماری سابقہ روش بدعت اور گمراہی تھی تو حرج کیا ہے ؟ ویسے تبلیغی جماعت کے بانی کی نظر میں یہ بات تھی کہ انہیں زیادہ تر کام جاہلوں (علم دین سے خالی افراد) سے لینا ہے جو نظریاتی معرکہ آرائی کی صلاحیت نہیں رکھتے لہذا ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہیں لینا ہے ۔ بلکہ ان کے لئے ایک نصاب مرتب کرکے اور آسان طریقۂ کار تجویز کرکے ان کے دائرۂ کار کو محدود کر دینا ہے الغرض ۔ تبلیغی جماعت کا نصب العین تو وہی ہے جو ہر دیو بندی عالم کا نصب العین ہے لیکن اس نصب العین کو حاصل کرنے کی پالیسی الگ ہے جو دیو بندی علماء خوب سمجھتے ہیں ـــ اسی لئے اگر کوئی دیو بندی مولوی تبلیغی جماعت کے کسی فرد سے کوئی جزوی اختلاف بھی رکھتا ہو تو وہ بھی اختلاف کے نشے میں تبلیغی جماعت کے مرکز کے ہدایت کردہ طریقۂ کار کو غلط ثابت کرنے کے پیچھے نہیں پڑتا ـــ یہی حال جماعت اسلامی کا ہے اس کے اعضاء رئیسہ نظریاتی طور پر دیو بندیت اور وہابیت کے قریب رہنے کے باوجود اپنی تنظیم کے پلیٹ فارم سے کھلم کھلا تو وہابیت و دیو بندیت کی ترویج و اشاعت کرتے ہیں نہ اپنے ذاتی نظریات کو دوسروں کے اوپر بالجبر مسلط کرنا چاہتے ہیں اور نہ اپنی مخالف جماعتوں کا کھلے عام رد و ابطال کرتے ہیں ۔ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ اس طریقے سے وہ کامیاب نہیں ہو سکتے وہ لوگ صرف اپنی عملی حرکت سے دوسروں کو متاثر کرکے اپنے قریب لانا چاہتے ہیں انہیں یقین ہے کہ ہماری عملی تحریک سے متاثر ہو کر جو ہمارے قریب آئے گا وہ غیر شعوری طور پر دھیرے دھیرے ہمارے حق میں نرم ہوتا چلا جائے گا اور پھر بتدریج خود بخود ہمارے نظریات

دفاع کے سانچے ہی میں آ جائے گا۔ الغرض۔ کسی تنظیم کے طریقِ کار کو اس کا عقیدہ و نظریہ سمجھنا حد درجہ کی سادہ لوحی ہے — اس مختصر سی وضاحت کے بعد یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ اگر اہل سنت و جماعت کے جلیل القدر علماء کرام نے دعوتِ اسلامی کی پالیسی اور اس کے طریقۂ کار کو ہدفِ ملامت نہیں بنایا تو یہ دراصل ان کی بالغ نگاہی ہے۔ میرے نزدیک دعوتِ اسلامی کو جبر و زیادتی کر کے ان کے طریقۂ کار کی متعینہ راہ سے ہٹانا ایک غیر علاقانہ روش ہے۔ میں نے دعوتِ اسلامی کے نصب العین کا مطبوعہ پمفلٹ دیکھا اس میں انھوں نے اپنے طریقۂ کار کا جو خلاصہ پیش کیا ہے اس کے بھی مضمرات پر غور کیا مجھے اس میں کوئی چیز قابلِ اعتراض نظر نہیں آئی۔ دعوتِ اسلامی معراج و میلاد النبی (صلے اللہ علیہ وسلم) اعراس بزرگانِ دین وغیرہ کے جلسہ و جلوس کے حرمت کی قائل نہیں اور نہ اپنے ارکان کو یہ ہدایت دیتی ہے کہ وہ انفرادی طور پر مذکورہ پروگراموں میں شریک نہ ہوں۔ یا۔ انفرادی طور پر اس طرح کا پروگرام خود نہ رکھیں۔ بلکہ۔ اس کا کہنا صرف یہ ہے کہ ہمارے بینر کے نیچے اور ہمارے نام پر اس طرح کے پروگرام نہ رکھے جائیں۔ ہمارا نصب العین لوگوں کو صلوٰۃ و سنت کا گرویدہ بنانا ہے اور اس طرح اغیار کو بھی اپنے قریب لانا ہے اور ظاہر ہے کہ ذہنی طور پر جو ہمارے قریب آ جائے گا وہ ان معمولاتِ اہلسنت کے استحباب و استحسان کا خود ہی قائل ہو جائے گا۔ بلکہ۔ اپنے طور پر ان امور کو اپنے معمولات میں بھی داخل کر لے گا۔ دعوتِ اسلامی باطل فرقوں کو باطل ہی قرار دیتی ہے۔ اس لئے اس نے اپنے پمفلٹ میں ان کا ذکر باطل فرقوں کے نام ہی سے کیا ہے۔ مگر وہ اپنے اسٹیج سے کھلے لفظوں میں ان کا رد و ابطال مناسب خیال نہیں کرتی اس لئے کہ اس روش سے اغیار کے قریب آنے کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اگر ایک طرف اپنے لوگ بحث و مناظرہ اور نظریاتی تصادم کے خوگر ہو کر عملی حرکت سے دور ہو جاتے ہیں تو دوسری طرف جن غیروں کو اپنانا ہے وہ اپنے قریب کبھی نہیں آتے پھر بھلا وہ اپنی بات کیا سمجھیں گے۔

—— ہمارے نزدیک مثبت انداز میں اپنے مسلک حقہ کا اظہار کافی ہے۔ اور تبلیغی جماعت نے اپنی پالیسی اور اپنے طریقہ کار سے مذہبی بحثوں سے دور رکھتے ہوئے ہمارے جن لوگوں کو اپنا بنالیا ہے اور اپنے دام تزویر میں پھنسالیا ہے انہیں اس سے نجات دلانے کا طریقہ مثبت انداز ہی ہے —— ویسے بھی جب ہماری جماعت میں رد و ابطال کرنے والوں کی کمی نہیں۔ اہل تو اہل بعض نااہل بھی بڑی گھن گرج ے ساتھ رد و ابطال کر رہے ہیں۔ کتنے لوگوں نے تو اسے پیشہ ورانہ طور پر اپنا لیا ہے پیشہ ورانہ کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ یہ لوگ وہ ہیں جنہیں کسی دینی درس گاہ کی چٹائیوں پر بیٹھ کر حصول علم کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ آوارہ خوانی اور طلاقت لسانی نے جنہیں علامہ بنادیا ہے۔ بلکہ بعض نے تو آوارہ خوانی کی بھی زحمت نہیں اٹھائی اور خطیب العصر ہوگئے۔

—— المختصر۔ جب رد و ابطال کرنے والوں کی کمی نہیں تو یہ ضد کس لئے کہ اب یہ جماعت یہی کام کرے جب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف فرض کفایہ ہے۔ تو پھر کھلے لفظوں میں رد و ابطال کرنے کو ہر فرد کے لئے کیوں فرض عین سمجھا جاتا ہے آخر دعوت کے لئے جس حکمت و مصلحت اور موعظت حسنہ کے برتنے کی ہدایت زمائی گئی ہے کیا ان کے حصول کے لئے کھلے عام زبان و بیان کی شناعت و قباحت کی آمیزش کے ساتھ رد و ابطال کرنا ہی ضروری ہے۔ کیا کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ شیریں لب و لہجہ میں اپنے مسلک حقہ کا اظہار ہی حکمت و موعظت مفیدہ کا تقاضا ہو —— یہ صحیح ہے کہ ایک دور ایسا تھا جب بہ نسبت آج کے حق پسندی کا زیادہ غلبہ تھا۔ کھلے عام رد و ابطال کے مفید نتائج برآمد ہوتے تھے۔ رد کرنے والے بھی بڑی قوت تاثیر رکھتے تھے۔ ان کے دل سے جو بات نکلتی تھی وہ دوسروں کے دلوں میں پیوست ہو جاتی تھی مگر آج کا دور نفسانیت کے غلبے کا دور ہے۔ اچھے اچھے لوگ فکر و عمل کے تضاد کا شکار ہیں۔ ایک ہی مسلک ے لوگ آپس میں دست و گریباں ہیں۔ ہر گروہ اپنے سربراہ کو کھینچ تان کر

قد آور بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ گروہی عصبیت کا عالم یہ ہے کہ ایک سلسلے والا دوسرے سلسلے والوں کو ایسا دیکھتا ہے جیسے کسی باطل فرقے والے کو دیکھ رہا ہو۔ یہ صحیح ہے کہ ہر کلیہ میں مستثنیات ہوتے ہیں لیکن للاکثر حکم الکل کے اصول پر میں نے جو عرض کیا ہے اس کی سچائی سے انکار نہیں کیا جا سکتا — اس دور میں کھلے لفظوں میں رد و ابطال کئے بغیر باطل تحریکوں کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دینا ایسا کہ باطل بھی چیخ پڑے جیسا کہ دعوتِ اسلامی کی تحریک پر "اشاعۃ التوحید والسنۃ" والے پاکستان میں اور تبلیغی جماعت والے ہندوستان میں بلبلا پڑے اور جھوٹی اشتہار بازی پر اتر آئے اور سمجھنے لگے کہ اب ہمارا صحیح طور پر نقصان پہنچانے والا میدان میں آگیا ہے۔ میرے نزدیک بڑا ہی عاقلانہ طرز عمل ہے — دعوتِ اسلامی کے طریقۂ کار کے یہ دونوں نکتے جن کے تعلق سے مذکورہ بالا تحریر میں میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ موجودہ زمانہ کو دیکھتے ہوئے ایسے ہیں جنہیں دعوتِ اسلامی کو اپنے طریقۂ کار سے علاحدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ۔ ہمارے اندر ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو اسی نہج پر کام کرے من لم یعرف اہل زمانہ فہو جاہل، جو اپنے اہل زمانہ کے احوال و کوائف سے بے خبر ہو کر کوئی اقدام کرے وہ نادان ہے۔ اس مقام پر دعوتِ اسلامی سے ایک بھول ضرور ہوئی وہ یہ کہ جو باتیں صرف خواص کے لئے مخصوص تھیں انہیں چھپا کر عوام تک پہنچا دیا۔ وہ باتیں جو بظاہر عوامی انتشار کا باعث بن سکیں۔ ان کو اپنی پالیسی تو بنایا جا سکتا ہے مگر عوام تک نہیں پہنچنے دیا جاتا ہر تنظیم کی کچھ مخصوص پالیسی ہوتی ہے جسے سینہ بہ سینہ منتقل کیا جاتا ہے۔ اس کو متاع سفینہ نہیں بنایا جاتا۔ دعوتِ اسلامی کے سُنّی مخالفین (یعنی وہ مخالفین جو سُنّی ہیں) کو یہ کہتے بھی سُنا گیا ہے کہ دعوتِ اسلامی کی طرف سے ایک پمفلٹ میں امامت کے بیان کا عنوان لگا کر بہارِ شریعت کے حوالے سے یہ لکھا گیا

تھا کہ ،، اس سے زیادہ سخت حکم وہابیہ زمانہ کا ہے کہ اللہ عزوجل و نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے یا توہین کرنے والوں کو اپنا پیشوا۔ یا کم از کم مسلمان ہی جانتے ہیں۔"

لیکن جب بعد میں اس پمفلٹ کی اشاعت ہوئی تو بہار شریعت والی اس عبارت کو نکال دیا گیا اور صرف اسی عبارت کو باقی رکھا گیا جو عالمگیری اور غنیہ کے حوالے سے تھی۔ جس میں تمام بے دینوں کے پیچھے نماز کو باطل قرار دیا گیا تھا مگر رافضی اور قدری کے سوا کسی کا نام نہیں لیا گیا تھا ـــــ اب اس سلسلے میں سُنّی مخالفین کا یہ کہنا ہے کہ ایک اشاعت میں اس عبارت کو چھاپ کر دوسری اشاعت میں نکال دینا یہ دعوتِ اسلامی کے امیر کی شخصیت کو نظریاتی طور پر مشکوک بنا رہی ہے۔

ـــــ مجھے بھی دعوت اسلامی کے اس طرزِ عمل پر اعتراض ہے مگر وہ نہیں جو سُنّی مخالفین کرتے ہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ جو چیز ان کی تحریک کی متعینہ پالیسی کے خلاف تھی۔ اسے انھیں چھاپنا نہیں چاہیئے تھا۔ ابتداءً اپنے نظریات کا برملا اظہار کر دینا اور پھر بعد میں پالیسی کی رعایت کرتے ہوئے دوسرا طرزِ عمل اختیار کر لینا ہرگز مناسب تھا۔ اس طرح کے طریقوں کو اپنانے سے بدخواہوں کو لب کشائی کے مواقع مل جاتے ہیں۔ الغرض۔ سوچ کر کام کرنا چاہیئے اس لئے کہ کام کر کے سوچنا کبھی کبھی نقصان دہ ثابت ہو جاتا ہے ـــــ میری نظر میں پہلی تحریر جس میں بہارِ شریعت والی عبارت تھی۔ دعوتِ اسلامی کے نظریہ و عقیدہ کی عکاس ہے۔ اور دوسری تحریر جس میں سے اسی عبارت کو نکال دیا گیا ہے۔ وہ ان کی پالیسی کی ترجمانی کر رہی ہے ـــــ اس لئے۔ مجھے ان تحریروں پر کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ لیکن۔ پھر بھی چونکہ اس طرزِ عمل سے معاندین اور حاسدین دونوں کو غلط پروپیگنڈہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس لئے اس طرح کے طرزِ عمل سے اجتناب کرنا چاہیے

ـــ میرے نزدیک قابلِ اعتراض بات اس وقت ہوتی جبکہ بہارِ شریعت کی عبارت نکال کر اسکی جگہ وہابیوں کے پیچھے اقتداء کے جائز ہونے کی بات کرتے ـــ عالمگیری اور غنیہ کے حوالے سے جو عبارت پیش کی گئی ہے اجمالی طور پر اس سے وہابیوں کے پیچھے اقتداء کا حکم مل ہی جاتا ہے یہ بھی تو آخر گمراہوں اور بے دینوں کی جماعت ہے ـ چونکہ دعوتِ اسلامی کا راست مقابلہ تبلیغی جماعت سے ہے.. یہی ہیں جو منظم طور پر سنیوں کو گمراہ کر کے اپنا ہم خیال بنانے کی جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں اور بے شمار سنیوں کو اپنا ہم خیال بنا بھی لیا ہے۔ لہٰذا اب دعوتِ اسلامی کو بھی ایسی ہی پالیسی اختیار کرنی چاہیئے جس سے وہ اپنے بھٹکے ہوئے بھائیوں کو واپس لا سکے. بلکہ. کھرے تبلیغیوں پر بھی اثر انداز ہو سکے اور ان کو بھی سوچنے اور سمجھنے کی صحیح سمت پر لگا دے تا کہ ہم کو کاٹنے والا خود کٹ کر ہمارے اندر آجائے ـــ ظاہر ہے کہ اس کام کے لئے جس لب و لہجے کی ضرورت ہے اس میں شیرینی چاہیئے تلخی نہیں۔ متانت چاہیئے مذاق نہیں، خوش گفتاری چاہیئے تلخ کلامی نہیں، اخلاص چاہیئے ریا و سمعہ نہیں، قوتِ برداشت اور صبر و تحمل چاہیئے، تنک مزاجی نہیں، حکمت و موعظت چاہیئے۔ عجلت پسندی اور چڑھانا نہیں ـــ غور کیجئے بدمذہبوں نے ہمارے لوگوں کو اپنا بنا لیا اور ہم اپنے لوگوں کو اپنا بنا کر رکھ نہ سکے تو یہ ہمارے عقیدے کی خرابی نہیں ہے بلکہ ہمارے طریقۂ کار کا نقص ہے ـــ ہمارے سنی مخالفین کا یہ بھی کہنا ہے کہ دعوتِ اسلامی سنیت کے نام سے ہی اپنا تعارف پیش کرے اور سنیت سے الگ تھلگ اپنی جدا شناخت قائم نہ کرے ـــ میرے خیال میں یہ مطالبہ اس وقت معقول ہوتا جبکہ دعوتِ اسلامی والے تحریراً ـ یا ـ تقریراً اپنے کو اہلِ سنت سے الگ قرار دیتے اور اپنے کو سنی کہنے میں تکلف محسوس کرتے۔

یہ کیسے سمجھ لیا گیا کہ تحریکِ سنت کا داعی خود اہلِ سنت نہیں۔

اتنا ہی غور کرلیا جاتا کہ ان کے جو معمولات ہیں مثلاً ہر تقریر اور ہر تحریر سے پہلے حرفِ ندا کے ساتھ مخاطب کرکے حضور آیۂ رحمت صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام عرض کرنا ــــ نعلین شریفین کے عکس سے اپنی کتاب کی پیشانی سنوارنا مدینہ مدینہ کی رٹ لگانا اپنی تحریروں میں صرف علمائے اہل سنت ہی کی کتابوں کا حوالہ دینا اور ادب واحترام کے ساتھ ان علمائے اہلسنت کا ذکر کرنا، گنبد خضریٰ کے تصور میں ڈوب جانا وغیرہ وغیرہ کیا انکے اہل سنت اور عاشقِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہونے کی دلیل نہیں ۔ کیا کسی وہابی دیو بندی کا بھی یہ کردار رہا ہے ــــ لطیفے کی بات تو یہ ہے کہ کھلے غیر مقلد اور بد مذہب بے دین لوگ مولانا الیاس قادری کو اپنا نہیں سمجھتے بلکہ ان کو بریلوی کہتے ہیں جیساکہ ــــ اشاعۃ التوحید والسنۃ کے اشتہار سے ظاہر ہوتا ہے اور ہمارے بعض بریلوی علماء کا حال یہ ہے کہ وہ بھی ان کو اپنا سمجھنے میں تکلف محسوس کر رہے ہیں ۔ الغرض ۔ مولانا موصوف دیو بندیوں کے نزدیک بریلوی ہیں ــــــــ ــــــــ اور بعض بریلویوں کے نزدیک مشکوک پوزیشن والے ۔ اب تو مولانا موصوف کو حق ہے کہ پڑھیں ؎

کچھ رضا والے سمجھتے ہیں کہ نجدی ہوں میں
اور نجدی یہ سمجھتا ہے رضا والا ہوں

آخر دعوتِ اسلامی میں وہ کون سی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے نجدی لوگ اس کے امیر کو اپنا کہنے کے لئے تیار نہیں کیا وہی چیزیں ان کے اہل سُنت ہونے کی دلیل نہیں ــــ ؟ اگر آپ کہیں کہ دعوت اسلامی کے نام کے آگے سُنی کا لفظ ہونا چاہیئے یعنی سنی دعوتِ اسلامی ــــ تو میں عرض کروں گا کہ سنیت کی شناخت کے لئے اگر تحریک کے نام کے آگے لفظ سنی کا لگنا ضروری ہے تو چاہیئے کہ ساری سنی تحریکوں پر

یہ اعتراض کیا جائے ــــ اور ببانگِ دہل اعلان کر دیا جائے کہ آل انڈیا تبلیغِ سیرت، آل انڈیا جماعت رضائے مصطفےٰ، آل انڈیا مسلم متحدہ محاذ، وغیرہ وغیرہ کے نام کے آگے جب تک سُنّی کا لفظ نہیں ہوگا۔ اس بات کی شناخت نہ ہو سکے گی کہ یہ سنی تحریکیں ہیں۔ آخر ان جماعتوں پر اعتراض کرنا اور دعوت اسلامی کو نشانہ بنا لینا کہاں کا انصاف ہے؟ ــــ بلکہ۔ جماعت تو جماعت اب ہر فرد کو اپنے نام کے اور اپنی ہر ہر کتاب کے آگے یا پیچھے سُنّی کا لفظ لگا لینا ضروری سمجھا جائے اور جس کے نام کے ساتھ سُنّی نہ لگا ہو اس کی سنیت کو مشکوک سمجھا جائے ــــ یہاں پر سنی جمیعۃ العلماء، سنی تبلیغی جماعت اور سنی بہشتی زیور کے نام سے دھوکہ نہ کھائیں اس لئے کہ ان کے وجود سے پہلے جمیعۃ العلماء، تبلیغی جماعت، اور بہشتی زیور کا وجود ہو چکا تھا۔ جن کا تعلق سراسر دیوبندیوں اور وہابیوں سے تھا اس لئے لازمی ہو گیا تھا کہ ہم جب اس نام کو اپنائیں تو اس کے آگے سُنّی کا لفظ لگا دیں تاکہ امتیاز باقی رہے اور کسی کو مغالطہ نہ ہو۔ اس کے برخلاف تبلیغِ سیرت، جماعت رضائے مصطفےٰ، اور مسلم متحدہ محاذ، کے وجود کے وقت ان ناموں کی کوئی جماعت تھی ہی نہیں۔ اس لئے ان ناموں کے ساتھ لفظ سُنّی کا اضافہ ضروری نہیں سمجھا گیا ــــ بس یوں ہی سمجھ لیجئے کہ دعوتِ اسلامی کے وجود سے پہلے اس نام کی بدمذہبوں کی کوئی تحریک نہیں اس لئے اس نام کے ساتھ لفظ سُنّی کے اضافے کی ضرورت نہ رہی۔ اور اب تو یہ دیکھا جا رہا ہے کہ نجدی وہابی اپنا تعارف اہل سنت وجماعت کے نام سے کرا رہا ہے اور توحید و سُنّت کی اشاعت کو اپنی تحریک کا نصب العین قرار دے رہا ہے وہ خود اپنے کو وہابی دیوبندی اور نجدی نہیں کہتے بلکہ ان ناموں کو وہ اپنے مخالفین کی دین قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنے قلم اور اپنی زبان سے اپنے کو سُنّی ہی ظاہر کرتے ہیں ـــــــ

اس کے برخلاف جو واقعی اہلسنت ہیں۔ وہ اپنے کو بریلوی قرار دے رہے ہیں اور لفظ بریلویت کو اپنا علامتی نشان بنا رکھا ہے۔ حالانکہ یہ لفظ وہ تھا جو دشمنوں نے دیا تھا یہ تاثر ظاہر کرنے کے لئے کہ یہ ایک الگ فرقہ ہے جس کے بانی امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ ہیں۔ لہذا آج وہابی مشنری البریلویہ ہی کے نام سے ہمارا تعارف کرا رہی ہے اور ہمارے نادان دوست اپنے کو بریلوی کہہ کر غیر شعوری طور پر ان کی تائید کر رہے ہیں ـــ غور کیجئے جب سنیوں کا یہ حال ہو کر اپنے کو بریلوی کہہ کر پہچان کرائیں اور اہل سنت کے لفظ کے استعمال کے جملہ حقوق وہابیوں کے نام محفوظ کر دیں تو پھر اس لفظ اہلسنت سے بھی سنی مخالفین کی مطلوبہ شناخت کیسے ہو سکے گی؟ ـــ بعض لوگوں کا یہ بھی اصرار ہے کہ اس جماعت کی سرپرستی وقیادت علمائے اہل سنت ہی کریں بات نہایت معقول ہے مگر سرپرستی وقیادت کی نوعیت کیا ہو؟ اس کی بھی وضاحت ضروری ہے ـــ اگر سرپرستی اور قیادت کا صرف یہ مطلب ہے کہ علمائے کرام اس تحریک سے وابستہ افراد کی نقل و حرکت پر نظر رکھیں نیز اس تحریک اور بانی تحریک کی حرکت عملی کو دیکھتے رہیں اور جہاں جہاں اصلاح و ہدایت کی ضرورت ہو اصلاح و ہدایت سے نوازتے رہیں اور اپنی نیک دعاؤں میں اس کو یاد رکھیں ـــ تو یہ باتیں تو علمائے کرام کے فرائض ہدایت میں سے ہے خواہ کوئی ان کو سرپرست اور قائد بنائے یا نہ بنائے ـــ اور اگر سرپرستی و قیادت کا یہ مطلب ہے کہ علمائے کرام کی ہدایت کے بغیر کوئی کام نہ کیا جائے اور ان کی شمولیت کے بغیر کوئی اجتماع نہ کیا جائے تو یہ عملاً ناممکن ہے۔ ـــــ

— ہر تحریک کا ایک مزاج ہوتا ہے اس کی اپنی ایک پالیسی ہوتی ہے کیا ضروری ہے کہ علماء بھی اسی پالیسی کو اپنائیں۔ انفرادی اجلاس کے عادی علماء تحریکی اجتماع کے مزاج آشنا نہیں ہوتے۔ ویسے بھی جو مستند قابلِ اعتماد علماء ہیں وہ بے پناہ مصروف ہیں ہمارے دینی درسگاہوں کی زینت انہیں سے ہے مسجد کے محراب و منبر کی شان انہیں سے برقرار ہے کتنے ہیں جو معاشی و اقتصادی مجبوریوں میں جکڑے ہوئے ہیں — بے پناہ گزارشات کے نتیجے میں بھی ہر اجلاس میں ان کی شرکت ممکن نہیں رہتی پھر بھلا یہ کسی تحریک کے اجتماع میں اپنے خرچ پر قریہ قریہ، شہر شہر بستی بستی کیسے شریک ہو سکتے ہیں — لفظی طور پر کسی کو قائد تسلیم کر لینا ہی سب کچھ نہیں — بلکہ — یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ وہ قائد کہاں تک تحریک کے دوش بہ دوش رہ سکتا ہے — ہم تو یہ دیکھ رہے ہیں کہ جن جن تحریکوں کو علماء کی قیادت حاصل ہے ان کا نام آل انڈیا تو ضرور ہے مگر ان کو آل ڈسٹرکٹ بھی نہیں بنایا جا سکا۔ کچھ دنوں تک صرف کاغذی شور و شغل کا مظاہرہ ہوتا رہا اسٹیج پر ۹۵ فیصد سے زیادہ مسلمانوں کی قیادت کا دعویٰ کیا جاتا رہا اور پھر ترقی کرتے کرتے وہ آل انڈیا جماعت آل آفس بن کر کاغذی پیراہنوں میں الماریوں کا سرمایہ بن گئی۔ اب ان جماعتوں کا کام گاہے بگاہے خاص مواقع پر ایک جلسہ کرا لینا اور جلوس نکال لینا ہے۔ ان جلسوں اور جلوسوں کا نتیجہ فلک شگاف نعروں کے سوا کچھ نہیں برآمد ہوتا — اس میں کوئی شک نہیں کہ خوابیدہ جذبات کو بیدار کرنے، قوتِ عملی میں تازگی پیدا کرنے اور کردار و عمل کے لحاظ سے مضمحل لوگوں کے رگوں کے خون کو گرمانے اور ان کو تیز رو کرنے میں جلسوں اور

جلوسوں کا مثبت کردار رہا ہے۔ لیکن صرف وقتی طور پر سوئے ہوئے افراد کو جگا دینے ہی سے بہتر نتائج برآمد نہیں ہوتے بلکہ ضرورت ہوتی ہے کہ سونے والوں کو جگایا جائے اور جاگنے والے کو جگائے رکھا جائے سونے نہ دیا جائے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ انہیں کسی ایسی تحریک سے وابستہ کرلیا جائے جو ان کے شب و روز پر حاوی ہو تحریکی فرائض ان کو ایسا گھیرے میں لے لیں کہ وہ کسی وقت بھی جمود و تعطل کا شکار ہی نہ ہونے پائیں —— ہماری کسی آل انڈیا جماعت نے اس قدر قوم کو مصروف نہیں رکھا۔ بلکہ ان جماعتوں کے مراکز خود اپنی شاخوں ہی سے مضبوط رابطہ نہ رکھ سکے، پھر سارے افراد مسلمین تک رسائی کا ذکر ہی کیا؟ —— ہمارے عہد کے علمائے کرام کی معروف و متعارف سرپرستی کے سایے میں رہنے والی جماعتوں کا حشر سامنے ہے اچھا ہی ہوا کہ ایسی سرپرستی سے دعوتِ اسلامی کو دور رکھا گیا اور دعوتِ اسلامی کے اعضاءِ رئیسہ نے صرف ان علمائے کرام کی نیک دعاؤں کے سایے میں رہنا پسند فرمایا۔ نیز۔ دور دور سے ان کی ہدایات اور خیر خواہانہ ارشادات و اصلاحات ہی کو اپنے لئے کافی سمجھ لیا ہے —— میرے علم وخبر کی روشنی میں دعوتِ اسلامی کے خلاف سُنّی اذہان کے تذبذب وانتشار کو برقرار رکھنے بلکہ مزید ہوا دینے میں علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری کی اس تحریر کا بنیادی کردار ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ——

> "مولانا الیاس قادری صاحب پر لازم ہے کہ لوگوں کو تحریری طور پر مطمئن کریں۔ ورنہ لوگوں کو ان سے احتراز اور دوری حق بجانب ہے۔"

علامۂ موصوف کی اس تحریر کی جو زیراکس کاپی (XEROX) مجھے

موصول ہوئی، اس میں اس تحریر کے نیچے ایک وضاحتی نوٹ بھی ہے اور وہ یہ ہے

” یہ وہ فتویٰ ہے جو جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا علامہ اختر رضا خاں بریلوی دامت برکاتہم العالیہ نے مورخہ ۳۰/ دسمبر اور یکم جنوری کو منعقد ہونے والے بمبئی کے اجتماع سے ایک ہفتہ قبل مولانا عبدالقادر کھتری صاحب کے داماد امام وخطیب رنگاری محلہ مسجد کے حوالہ کیا۔ اس فتویٰ سے پہلے پاکستان میں حضرت ازہری میاں سے ایک ملاقات کے موقعہ پر امیر دعوتِ اسلامی نے اپنی سنیت کی صحت کی سند حاصل کر لی تھی مگر سُنی حلقوں میں بڑھتی ہوئی بے چینی کے پیش نظر حضرت نے اسے ضروری قدم قرار دیا۔ “

حاشیہ نگار نے علامہ ازہری صاحب کی دو سطری تحریر کو جو فتویٰ کے انداز میں تحریر نہیں کی گئی ہے۔ اس کو علامہ موصوف کا فتویٰ قرار دینے میں بڑی فراخدلی سے کام لیا ہے۔ اس کو وہ علامہ موصوف کی اپنی رائے کہہ کر بھی پیش کر سکتا تھا مگر وہ سمجھ رہا تھا کہ فتویٰ کے لفظ میں جو وزن ہے وہ رائے کے لفظ میں نہیں ــــ علامہ موصوف کے قلم سے یہ تحریر اس لئے بھی حیرت انگیز ہے کہ وہ اس سے پہلے تحریری طور پر ایک وضاحتی بیان ارشاد فرما چکے تھے اور وہ بیان آپ نے مولانا الیاس صاحب قادری سے ملاقات کر لینے اور ان سے بالمشافہ گفتگو کر کے بالکل اطمینان حاصل کر لینے کے بعد قلم بند فرمایا تھا۔ امیر دعوتِ اسلامی کے طریقہ کار کے جن نکات سے علامہ موصوف کو اتفاق نہ تھا اس کو انہوں نے امیر دعوت سے کالعدم بھی کرا لیا تھا۔ الحاصل۔ علامہ موصوف کی وہ تحریر (جس کو میں ابتدا میں نقل بھی کر چکا ہوں) بذاتِ خود مکمل تحقیق و تفتیش کے بعد کی ہے۔ جس میں علامہ موصوف نے مولانا الیاس قادری کی سنیت کو بے داغ اور شک و شبہ سے بالاتر قرار دیا ہے۔

اوصاف لفظوں میں لوگوں کو ان کی تحریک کا ساتھ دینے اور ان کے اجتماع میں شریک ہونے کی ترغیب دی ہے —— اب ایسی واضح غیر مشتبہ تحریر کے بعد چند نامعلوم افراد کے سوال پر نہایت کمزور لب و لہجے میں دو سطری تحریر تحقیق و تفتیش کے تقاضوں کو نظر انداز کر کے شرپسندوں یا کم از کم تحریک کے حاسدین کے مذموم ارادوں کی حوصلہ افزائی کے سوا کچھ بھی نہیں میں نے "نامعلوم" اس لئے لکھا ہے کہ جس خط کے جواب میں یہ تحریر لکھی گئی ہے اس خط کے نیچے کسی کا نام نہیں پتہ ہی نہیں چلتا کہ مکتوب نگار رسائل کون ہے ؟ —— جواب میں "کمزور لب و لہجہ" کی بات میں نے اس لئے کی ہے کہ اس میں مولانا موصوف تحریک سے احتراز کا کوئی حکم نہیں دے رہے ہیں۔ بلکہ جو لوگ احتراز کر رہے ہیں ان کے احتراز کو صرف حق بجانب قرار دے رہے ہیں۔ جس سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ احتراز کرنے والے مجرم نہیں —— اپنی پہلی تحریر میں تو علامہ موصوف نے مولانا الیاس قادری صاحب کی سُنیت کے اسباب و وجوہ کو بھی واضح کر دیا تھا مگر اس تحریر میں احتراز کو حق بجانب قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں بیان فرمائی —— مولانا موصوف پر لازم تھا جب کچھ لوگوں نے ان سے سوال کیا تھا تو پہلے وہ ان سے ان کی سوالیہ تحریر کے مندرجات کا شرعی ثبوت مانگتے۔ بلکہ۔ اپنی پاکستانی تحقیق و تفتیش کی روشنی میں ان سائلین کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرتے اور عقیدہ و پالیسی میں بنیادی فرق کیا ہے۔ اس کو واضح فرماتے۔ اس کے بعد اگر کچھ ایسے شرعی ثبوت ان کو بہم پہنچ جاتے جس سے انھیں یقین ہو جاتا کہ مولانا الیاس قادری اپنے کئے ہوئے وعدہ سے مکر گئے ہیں پھر جا کر ان کے لئے مناسب تھا کہ وہ اپنی پہلی تحریر کے بالکل مخالف دوسرا بیان ارشاد فرمائیں —— ظاہر ہے کہ مذکورہ یقین کو حاصل کرنے کے لئے انہیں خود امیر دعوت سے مراسلت کر کے

تحقیق حال کرنا لازمی تھا اس لئے کہ پہلی تحریر امیر دعوت سے بالمشافہ گفتگو کے بعد کا نتیجہ تھی۔ اس لئے اب علامہ موصوف کے قلم سے کسی طرح کی تحریر اسی وقت نکلنا چاہیئے تھی جب کہ وہ امیر دعوت سے رابطہ قائم کر لیتے اور مراسلت فرما لیتے ہو سکتا تھا کہ یہ مراسلت غلط فہمیوں کے ازالے کا باعث بن جاتی ——— بمبئی والوں نے جس تحریر پر علامہ الیاس قادری سے دستخط لینا چاہا تھا اس پر وہ امیر دعوت اسلامی ہونے کے ناطے دستخط نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے کہ اس تحریر میں عقیدہ وطریقہ کا دونوں کو گڈمڈ کر کے پیش کیا گیا تھا اور سب پر ایک ساتھ دستخط لے لینا چاہا تھا ——— اسی لئے جب مولانا الیاس صاحب سے صرف عقیدہ ونظریہ کے تعلق سے تحریر طلب کی گئی تو انہوں نے صاف صاف جو تحریر پیش کی وہ نہایت روشن اور واضح تھی جس کو دیکھ کر ۶۴/ علمائے کرام نے ان کی ذات سے اور ان کی تحریک سے اپنے پورے اطمینان کا اظہار فرما دیا ——— اس مقام پر چند شبہات کا ازالہ فائدہ سے خالی نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ دعوت اسلامی کی تحریک کو قبول کر کے اس میں شریک ہونے والے اکثر عالم نہیں اور ایسوں کو تبلیغ کا حق نہیں۔ کہنے والے نے یہ خیال نہیں کیا کہ خود سرکار رسالت نے ارشاد فرمایا ہے کہ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ ترمذی شریف جلد ثانی، کتاب العلم باب ما جاء کراہیۃ کتابۃ العلم میری طرف سے لوگوں کو پہنچا دو اگرچہ ایک ہی آیت ہو، اور بنی اسرائیل سے حکایت لو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث شریف کی روشنی میں جس کو بھی سرکار رسالت کی طرف سے کوئی مسئلہ۔ یا حدیث۔ یا آیت قرآنیہ مستند طریقے سے پہونچے اگرچہ کلمات کے لحاظ سے وہ ایک ہی چھوٹی سی آیت ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے دوسروں تک پہونچا دے۔ معلوم ہوا کہ تبلیغ علماء ہی پر ضروری نہیں۔ ہر شخص اپنے علم کے مقدار مکلف ہے۔

—— جب یہاں تک اجازت ہے کہ ایک مسلمان بنی اسرائیل سے بھی ایسی حکایت لے سکتا ہے جو اسلام کے خلاف نہ ہو۔ نیز۔ توریت وانجیل کے منسوخ احکام سے نہ ہو تو پھر ایک مسلمان دوسرے صحیح جان کاری رکھنے والے مسلمانوں سے صحیح علم حاصل کیوں نہیں کرسکتا —— ترمذی شریف جلد ثانی باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماع میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرکار کا ارشاد ہے.. نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ۔ اللہ تعالے اس بندے کو ہرا بھرا رکھے جو مجھ سے کچھ سنے اور اسے دوسروں تک ویسے ہی پہنچا دے جس طرح سنا ہے۔ کیونکہ بہت سے وہ لوگ جنہیں پہنچایا جائے ان سے زیادہ عالم وفقیہ ہوتے ہیں جو سن کر پہنچانے والے ہیں—— دیکھا آپ نے سرکار رسالت کے ارشاد کو سن کر یاد کر کے من وعن دوسرے تک پہونچانے والے کا کیا درجہ ہے کہ خود سرکار دعا فرمارہے ہیں کہ رب تعالے اس کو خوش وخرم اور اس کے چہرے کو دنیا وآخرت میں تروتازہ رکھے۔ اس ارشاد میں سن کر پہنچانے کی ذمہ داری صرف علماء کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ صاف اشارہ ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوسکتا ہے کہ حدیث پہنچانے والے کا علم وآگہی میں وہ مقام نہ ہو جو مقام اس شخص کا ہو جس تک حدیث پہنچائی گئی۔ اس لیے کہ ممکن ہے کہ حدیث پہونچانے والا صرف سامع اور مبلغ ہو۔ اس کے برخلاف جس تک پہنچائی گئی ہو وہ فقیہ ومجتہد ہو—— جب یہ پوری شریعت محمدیہ ہے اس کا ہر ہر حکم، ہر ہر فرمان حکم محمدی اور فرمانِ محمدی ہے تو اس کے ہر ہر حکم، ہر ہر فرمان اور ہر ہر پیغام کو دوسروں تک پہونچانا ارشاد رسول ہی کی تبلیغ ہے—— اب اگر کسی کو مستند اور معتبر اور قابل اعتماد ذرائع سے کسی فرمانِ شرعی کا علم ہو جائے۔

اور پھر وہ پوری احتیاط کے ساتھ اس زبان کو اپنی طرف سے گھٹائے بڑھائے بغیر من وعن دوسرے نہ جاننے والوں کو پہونچا دے تو یقیناً وہ مذکورہ بالا حدیث کی دعاؤں کے سائے میں اپنے کو داخل کر لیتا ہے۔ الغرض۔ دینی باتوں کو پھیلانے کے لئے عالم اور غیر عالم کی تقسیم ایک اختراعی تقسیم ہے اور دینی ہدایات کو عام کرنے کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کی ایک مذموم کوشش ہے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ دین کی تبلیغ کا حق صرف عالم کو ہے" اس میں عالم سے مراد اصطلاحی عالم نہیں بلکہ صحیح جانکاری رکھنے والا مراد ہے۔ تو میں عرض کروں گا بات معقول اور مناسب ہے اب اس زاویہ نگاہ سے جب ہم دعوتِ اسلامی کے شرکاء وارکان پر نظر ڈالتے ہیں تو اور بھی مطمئن ہو جاتے ہیں اسلئے کہ سکھانے اور بتانے کا کام ان میں وہی لوگ کرتے ہیں جو صحیح جانکار ہوتے ہیں اور وہ انہیں باتوں کو پیش کرتے ہیں جس کی صحیح مستند جان کاری حاصل ہوتی ہے۔ لہذا مذکورہ معنی میں وہ سب عالم ہی کہے جائیں گے۔ نہ کہ جاہل —— اب رہ گئے ان میں وہ لوگ جو جانکاری نہیں رکھتے تو وہ صرف دین سیکھنے کے لئے ان کے ساتھ ہیں وہ دین کو سیکھ بھی رہے ہیں اور سیکھی ہوئی بات کو دوسروں تک پہنچانے کی ٹریننگ بھی حاصل کر رہے ہیں —— المختصر۔ سکھانے والے صحیح جانکار اور مذکورہ معنی میں عالم ہی ہوتے ہیں —— جس طرح دین سکھانے کے بڑے فضائل ہیں یوں ہی دین سیکھنے کی بھی بڑی فضیلتیں ہیں۔

ترمذی شریف جلد ثانی باب فضل طلب العلم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور کا ارشاد ہے مَنْ خَرَجَ فِی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یَرجع

جو تلاشِ علم میں نکلا وہ واپسی تک اللہ کی راہ میں ہے۔ ترمذی شریف ہی کے اسی باب میں ہے۔ سرکار فرماتے ہیں من طلب العلم کان کفارۃ لما مضیٰ، جس نے علم کی جستجو کی تو یہ جستجو اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہوگی ـــــ اب اس مقام پر یہ کہنا صحیح ہے کہ ـــــ دعوتِ اسلامی کے سکھانے والے اور سیکھنے والے دونوں لائق مبارکباد ہیں۔ الغرض۔ امر بالمعروف، نہی عن المنکر، اور دعوتِ الی الخیر کا دار و مدار صحیح اور مستند جانکاری پر ہے لہٰذا جس کسی کو بھی کسی معروف، کسی منکر اور کسی خیر کا صحیح علم ہو وہ اس معروف کے امر، اس منکر کی نہی اور اس خیر کی دعوت دینے کا پورا اہل ہے خواہ اس نے معروف و متعارف طریقے سے کسی مدرسے سے عالم کی سند حاصل نہ کی ہو ـــــ اس کے برخلاف وہ عالم جس نے مروجہ انداز سے عالم کی سند تو حاصل کرلی ہے مگر اسے کسی بات کی جانکاری نہیں جیسا کہ بعض سند یافتہ علماء کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی سند کو پڑھ سکنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ نیز۔ معروفات و منکرات اور خیر و شر کے درمیان امتیاز کرنا ان کے لئے دشوار ہے۔ ایسے سند یافتہ قطعی طور پر امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور دعوت الی الخیر کا استحقاق نہیں رکھتے ـــــ تو اب دیکھنے کی چیز صرف یہ رہ گئی ہے کہ صحیح جانکاری کس کو ہے اور یہ جانکاری اس نے کیسے حاصل کی ہے علمائے ربانیین کی کتابوں کو پڑھ کر۔ یا ان کی صحبت میں رہ کر۔ یا۔ ان کے کلمات طیبات کو سن کر یا باضابطہ کسی اہل سنت کے مدرسہ میں داخلہ کرا کے وہاں کے مروجہ کو اس کی مخلصانہ طور پر تکمیل کر کے؟ ان باتوں پر ـــــ زیادہ غور کرنے کی ضرورت نہیں ـــــ المختصر ـــــ جانکار ہے اور بے سند ہے۔ پھر بھی کام کا ہے اور با سند ہے مگر کسی طرح کی جانکاری نہیں تو وہ کس کام کا؟

ـــــ اس بات کو اور بھی صاف اور واضح انداز میں امام احمد رضا قدس سرہ

یوں ارشاد فرماتے ہیں ـــ

"سند کوئی چیز نہیں۔ بہتیرے سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں اور جنہوں نے سند نہ لی ان کی شاگردی کی لیاقت بھی ان سند یافتوں میں نہیں ہوتی ۔ علم ہونا چاہیئے اور علم الفتوی پڑھنے سے نہیں آتا جب تک مدتہا کسی طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔ مفتیان کامل کے بعض صحبت یافتہ کہ ظاہری درس وتدریس میں پورے نہ تھے مگر خدمتِ علماء کرام میں اکثر حاضر رہتے اور تحقیق مسائل کا شغل ان کا وظیفہ تھا. فقیر نے دیکھا ہے کہ وہ مسائل میں آج کل کے صدہا فارغ التحصیلوں بلکہ مدرسوں بلکہ نام کے مفتیوں سے بدرجہا زائد تھے" (فتاوی رضویہ جلد دہم نصف اول ص۲۳۱)

کیا یہ سچ نہیں ہے کہ آج نام نہاد علماء بڑھتے جارہے ہیں مگر علم کم ہوتا جارہا ہے۔ آج اگر کسی صحیح عالم کی تلاش کی جائے وہ عالم جسے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے علماء میں شامل کیا جاسکے ۔ وہ اپنے علم و عمل، ظاہر و باطن کے لحاظ سے ایسا ہو کہ اسے العلماء ورثۃ الانبیاء کی روشنی میں وارث النبی کہا جاسکے ـــ المختصر۔ علماء ربانیین کے فضائل میں جو نصوص وارد ہوئے ہوں اسے ان کا مصداق قرار دیا جاسکے تو۔ میرا خیال ہے کہ معدودے چند افراد ہی نظر آسکیں گے اور وہ بھی صرف اصحابِ نظر کو ـــ ایسے قحط الرجال کے دور میں اگر یہ شرط لگا دی جائے کہ دین کا کام اب انہیں علمائے ربانیین سے لیا جاسکتا ہے جو حقیقی معنوں میں وارث النبی کہے جانے کے لائق ہیں۔ پھر تو بے شمار مدارس لاتعداد خانقاہیں، ان گنت مساجد کے ممبر و محراب اور دینی جلسوں کے اسٹیج سونے ہو کر رہ جائیں گے۔

اور ظاہر ہے کہ "جائے خالی دیواں گیرند" جو جو جگہ آپ اپنے سخت گیر اصول کی روشنی میں خالی کرتے جائیں گے۔ وہاں بد مذہبوں اور بے دینوں کا قبضہ ہوتا جائے گا اور پھر ہر طرف گمراہیوں کا دور دورہ ہوگا۔ پھر۔ واضح ہو جائے گا کہ جسے آپ نے اصول و ضابطہ کا نام دیا تھا وہ بھی ایک شیطانی فریب تھا —

ویسے اگر دیکھا جائے تو بمبئی کے ہمارے علمائے اہلِ سنت مولانا محمد الیاس قادری سے جس تحریر پر دستخط لینا چاہ رہے تھے اس میں صرف علماء کی سرپرستی اور قیادت کی بات تھی — گویا۔ ان علماء کو یہ اعتراض نہیں کہ دعوتِ اسلامی کے شرکاء جب غیر عالم ہیں تو انہیں تبلیغ کا حق نہیں بس وہ صرف یہ چاہ رہے تھے کہ یہ شرکاء اپنا کام کریں مگر قیادت ہمارے ہاتھ میں ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اگر غیر عالم کو اپنے دائرۂ علم و خبر میں رہ کر تبلیغ کرنا جائز نہ ہوتا تو پھر علماء کو قیادت دے دینے کے بعد بھی جائز نہیں ہو سکتا تھا۔ علماء کی قیادت تسلیم کریں یا نہ کریں جو چیز ناجائز ہے وہ ناجائز ہی رہے گی۔

— اس سے اندازہ لگتا ہے کہ علماء فی نفسہٖ اس عمل کو ناجائز نہیں سمجھتے — اگر بالفرض وہ غیر عالم کی تبلیغ کو ناجائز سمجھتے تو پھر ان کا مطالبہ یہ ہوتا کہ اپنی تحریک سے تمام غیر عالموں کو دور کر دیا جائے مگر انھوں نے ایسا مطالبہ نہیں کیا ہے — ذہن نشین رہے کہ ان علوم کا سیکھنا جن کی طرف انسان اپنے دین میں محتاج ہو۔ جن میں سب سے زیادہ اہم اور اعلیٰ علم اصول عقائد ہے۔ آدمی پر سب سے پہلا فرض اس کا سیکھنا ہے اور اس کی طرف احتیاج میں سب یکساں ہیں۔ پھر علم مسائل نماز پھر جب رمضان آئے تو مسائل صوم، مالک نصاب نامی ہو تو مسائل زکوٰۃ صاحبِ استطاعت ہو تو مسائل حج۔ نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس کے متعلق

ضروری مسائل، تاجر ہو تو مسائل خرید و فروخت، کاشت کار ہو تو مسائل زراعت علیٰ ہٰذا القیاس ہر شخص پر اس کی حاجت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے۔ اور انھیں میں سے ہیں مسائل حلال و حرام کہ ہر فرد بشر ان کا محتاج ہے اور مسائل علم قلب یعنی فرائض قلبیہ مثلاً تواضع و اخلاص و توکل وغیرہا اور ان کے تحصیل کے طریقے اور محرماتِ باطنیہ مثلاً تکبر و ریا، و عجب و حسد، وغیرہا اور ان کے معالجات ان تمام چیزوں کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔ جس طرح بے نمازی فاسق و فاجر و مرتکب کبائر ہے یوں ہی بعینہ ریا سے نماز پڑھنے والا بھی انہیں مصیبتوں میں گرفتار ہے۔ الغرض۔ طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ میں جس علم کو سیکھنا فرض قرار دیا گیا ہے وہ اسی قدر ہے کہ مذہبِ حق سے آگاہ ہو۔ وضو، غسل، نماز، روزے وغیرہا ضروریات کے احکام سے مطلع ہو۔ ہر شخص جس حالت میں ہو اس کے متعلق احکام شریعت سے واقف ہو بس اتنا ہی فرضِ عین ہے۔ ان ضروریات سے فراغ کے بعد پورا علمِ دین فقہ، حدیث، تفسیر، عربی زبان اس کی صرف و نحو، معانی بیان، لغت ادب وغیرہا آلات علوم دینیہ بطور آلات سیکھنا سکھانا فرضِ کفایہ ہے —— علماء کی فضیلت اور علم کی ترغیب پر مشتمل بعض آیات و احادیث میں ان کے سوا دوسرے علوم کثیرہ بھی مراد ہیں۔ جن کا سیکھنا فرضِ کفایہ۔ یا مسنون۔ یا مستحب ہے ان مذکورہ بالا علوم سے جو خارج ہوں وہ ہرگز آیات و احادیث میں مراد نہیں —— ان کا ضابطہ یہ ہے کہ آیات و احادیث میں وہی علوم مراد ہیں جو آدمی کو اس کے دین میں نفع بخش ہوں۔ خواہ براہِ راست جیسے فقہ و حدیث و تصوف بے تخلیط اور

تفسیر قرآن بے افراط و تفریط اور خواہ بالواسطہ مثلاً نحو صرف معانی بیان کرنی حد ذاتہا امر دینی نہیں مگر فہم قرآن و حدیث کے لیے، وسیلہ ہیں ۔ اب خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ دین کے لئے نفع بخش علوم میں بھی بعض علوم وہ ہیں جن کا سیکھنا فرض عین ہے اور بعض علوم وہ ہیں جن کا سیکھنا فرض کفایہ ہے اور بعض علوم وہ ہیں جن کا سیکھنا مسنون ہے اور بعض وہ ہیں جن کا سیکھنا صرف مستحب ہے ۔ رہ گیا سکھانے کا معاملہ تو کسی بھی علم کا سکھانا فرض عین نہیں۔ بلکہ فرق مراتب کے ساتھ فرض کفایہ ہے ۔ یا سنت کفایہ ہے ۔ یا مستحب ہے۔ اس لیے، کہ جن جن افراد پر جس علم کا سیکھنا فرض عین ہو اگر کسی پر ان سب کو اس علم کا سکھانا بھی فرض عین کر دیا جائے تو یہ تکلیف مالا یطاق ہے ۔ کیونکہ ۔ ایک سکھانے والے کے پاس ہزاروں سیکھنے والے بآسانی آ سکتے ہیں ۔ لیکن ایک سکھانے والا ہزاروں سیکھنے والوں کے پاس نہیں جا سکتا۔ اسی لئے علم کی طلب کو فرض قرار دیا گیا اب طالب کو دیکھنا ہے کہ اس کو اس کا مطلوب کہاں ملے گا تاکہ وہ وہاں حاضر ہو کر اپنا مطلوب حاصل کر سکے ۔ مگر ۔ فرض کفایہ کی صورت میں بھی اتنا تو لازم ہے کہ کچھ جماعتیں علم و عمل سے آراستہ ہو کر میدانِ عمل میں اتر آئیں اور اپنے علم و آگہی کے دائرے میں رہ کر درس و تدریس، تالیف و تصنیف وعظ و تقریر اور دینی اجتماعات کے ذریعہ لوگوں کو دین سکھاتے رہیں اور دینی تعلیم و تربیت سے انھیں آراستہ کرتے رہیں ۔ نیز ۔ علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت کرتے رہیں ۔ علماء میں بھی فرق مراتب ہے نہ سب ایک درجے کے اور نہ سب کی ذمہ داری ایک جیسی مثال کے طور پر ایک عالم وہ ہے جو جملہ علوم دینیہ پر علی وجہ البصیرۃ کامل ۔

دسترس رکھتا ہے۔ اس کے اندر ایک ایسی قوت وافر مقدار میں ہوتی ہے جس سے وہ قرآن و احادیث سے مسائل و احکام کا استخراج و استنباط کر سکتا ہے جیسے کہ ائمہ مجتہدین ۔ ان ائمہ مجتہدین میں بھی مختلف درجات والے ہیں ہر ایک کا کام اور ان کی ذمہ داریاں الگ الگ ہیں ۔ اب ان سے نیچے علماء مقلدین کا درجہ آتا ہے جو اپنے اندر قوت اجتہادیہ کے فقدان کے سبب کسی نہ کسی امام مجتہد کے مقلد ہوتے ہیں۔ ان مقلد علماء میں بھی درجے ہیں اور ہر ایک اپنے منصب کے لحاظ سے کام انجام دینے پر مامور ہے۔ ان علماء میں سب سے اونچے درجے کے لوگ وہ ہیں جو فقیہ ہیں ۔ جن کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے ائمہ مجتہدین کے مسلک کے مطابق فتویٰ دیں اور اگر ان سے مختلف اقوال منقول ہوں تو اس میں راجح اور مفتی بہ قول کو چھانٹ کر پیش کریں اور انھیں کے بنائے ہوئے ضابطوں کی روشنی میں شرعی فیصلے کریں ۔ نیز۔ نئے پیش آمدہ مسائل میں انھیں کے اصولوں کے سائے میں رہ کر فتویٰ دیں ناظرین کرام اس کام کو کچھ آسان نہ سمجھیں اور ذہن نشین کرلیں کہ جس عالم کے لیے فتویٰ دینا جائز ہے اس کے لئے اہم ترین شرط یہ ہے کہ وہ مسائل کی تخریج و تفریع فقہاء کے بنائے ہوئے اصول اور ان کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق کرے ۔ نیز۔ اپنے منصب و حرمت کے لئے جزافاً کلام نہ کرے ۔ اللہ سے ڈرے اور خوف کھائے کیونکہ یہ بہت بڑا کام ہے ۔ اس مقام پر غیر شرعی جسارت وجرات کا مظاہرہ کوئی بدبخت جاہل ہی کرے گا۔

—— اس عظیم کام کے لئے جس قدر علوم کے استحضار اور جس درجے کی فراست و ذکاوت کی ضرورت ہے وہ ہر ایک کے مقدور نہیں ۔ بلکہ یہاں صرف علوم کو حاصل کر لینے سے بھی کام نہیں چلتا بلکہ کسی تجربہ کار

فقیہ کی خدمت میں رہ کر افتاء وقضا کے کام کی ٹریننگ بھی حاصل کرنی پڑتی ہے ـــ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ ایک دور ایسا آئے گا کہ دنیا اس طرح کے علماء و فقہاء سے خالی ہو جائے گی تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے ان سے مسئلہ پوچھا جائے گا وہ بغیر علم فتویٰ دیں گے تو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے ـــ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ عن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ تعالیٰ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد لکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ـــ (بخاری شریف ومسلم کتاب العلم) المختصر۔ افتاء وقضا یہ دینی منصب ہیں۔ انہیں کسی جاہل کے سپرد نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا۔ کسی جاہل کو شرعی فیصلہ کرنے، فتویٰ دینے کا حق نہیں۔ یہاں جاہل سے مراد ہر وہ شخص ہے جو قضا وافتاء کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اور اس کے لئے جو مطلوبہ صفات ہوں وہ اس کا حامل نہ ہو خواہ اسے عالم کی مروجہ سند مل گئی ہو ـــ یوں ہی۔ شرعی احکام وہدایات کے نفاذ کا اختیار یا تو سلطان کو ہے۔ یا۔ مامور کو۔ خواہ وہ سلطان کی طرف سے مامور ہو۔ یا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ کی طرف سے مامور ہونے والے یہی علماء وفقہا اور اولیاء ہیں اب ان کے سوا اگر کوئی اس منصبِ رفیع پر آنا چاہے تو یقیناً وہ مختال ومتکبر اور طالبِ منصب وریاست ہے ـــ سلطان کی بھی انہیں ہدایات واحکام کی اطاعت کی جائے گی جو دینِ شریعت سے متصادم نہ ہوں

مذکورہ بالا فقہا و مفتیان کرام کے بعد وہ علما کرام ہیں جو فقہا وافتاء کا تجربہ نہیں رکھتے۔ لیکن علوم دینیہ کے درس و تدریس، دینی تصنیف و تالیف میں لگے ہوئے ہیں۔ گو ان میں بھی سب کا علم ایک جیسا نہیں مگر اپنے اپنے علم و آگہی کی روشنی میں وہ دین کی بنیادی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ اس کام کے لئے بھی جس قدر علم کی ضرورت ہے تدریجاً اس میں بھی کمی آتی جا رہی ہے۔ بایں ہمہ اپنی صلاحیت کے مطابق اس خانے میں رہنے والے علماء اپنے علم کی اشاعت میں مصروف کار ہیں — اب ان سے نیچے سند یافتہ علماء کا ایک طبقہ خطیبوں اور مقررین کا ہے۔ یہ حضرات بھی اپنے علم و خبر کے دائرے میں رہ کر احقاق حق اور ابطال باطل کا کام انجام دے رہے ہیں اور کسی نہ کسی حد تک دین کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔

— مذکورہ بالا تقسیم للاکثر حکم الکل کے اصول پر ہے۔ ورنہ انہیں میں ایسی نابغۂ روزگار ہستیاں بھی ہیں جو ایک ہی وقت میں فقیہ، محدث، مفسر، مفتی، قاضی، مدرس، مصنف اور خطیب سبھی کچھ ہیں۔ یہ پہلو دار شخصیتیں اپنی ہر ہر حیثیت کی ذمہ داریوں سے بخوبی واقف ہیں چنانچہ وہ اس کے مطابق عمل پیرا بھی ہیں۔ سند یافتہ خطیبوں و مقررین کے نیچے ان کا درجہ آتا ہے جو صرف انھیں علوم کو حاصل کر سکے ہیں۔ ارشاد" طلب العلم فریضۃ" کی روشنی میں جن کا حاصل کرنا ان پر فرضِ عین تھا یہ اگرچہ باسند نہ ہوں مگر ان کو بھی بالکل جاہل قرار دے کر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ان کو بھی اس بات کا حق ہے کہ وہ

ان لوگوں کو جو اُن علوم سے بھی بے بہرہ ہیں جن کا سیکھنا ان پر فرض عین تھا ہدایت کریں اور انہیں دین سکھائیں ۔ ایک ایسا بھی طبقہ ملے گا کہ جن علوم کا سیکھنا اس پر فرض عین تھا اس کا بعض حصہ حاصل کر سکا اور بعض حصّے حاصل نہ کر سکا۔ تو جہاں اس پر یہ فرض ہے کہ وہ غیر حاصل شدہ حصّے کو حاصل کرے وہیں اس کو یہ بھی حق ہے کہ حاصل شدہ حصّے کو ان تک پہونچائے جو اسے حاصل نہیں کر سکے ہیں۔ ارشاد! کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ ہر مربی کو اپنے زیر تربیت رہنے والوں کا حاکم قرار دے رہا ہے۔ اور ان کی صحیح تعلیم و تربیت کا ذمہ دار بنا رہا ہے ـــ اب اگر بالفرض ـ کوئی آپ کے دائرہ تعلیم و تربیت اور حلقہ، حاکمیت سے باہر ہو اور آپ اس کو اس کے فرض عین سے آگاہ کر سکتے ہوں تو آپ کو اس نیک کام سے روکا نہیں جائے گا ۔ بلکہ آپ کے اس طرز عمل کو بہ نظر استحسان دیکھا جائے گا ـــ میں نے مذکورہ بالا تحریر میں دین کے جان کاروں کو جو مختلف طبقوں میں تقسیم کیا ہے اس کا بنیادی منشاء یہ ہے کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ ہر طبقے کے علماء کی صلاحیت و قابلیت اور ان کا دائرۂ کار الگ الگ ہے۔ لہذا ہر طبقہ اپنے اپنے حدود کار میں رہ کر دین کی خدمت اور اس کی تبلیغ و اشاعت کرے ـــ ہر نچلا طبقہ اپنے اوپر والے طبقہ سے وابستہ و ہم رشتہ رہ کر ان سے علم و ہدایت کا نور حاصل کرتا رہے۔ اور پھر اپنے ماتحت کو اس نور سے منور کرتا رہے ـــ دعوتِ اسلامی سے منسلک افراد میں بھی مختلف طبقات کے آدمی ہوں گے۔ ایسی صورت میں ہر فرد پر لازم ہے کہ اچھی طرح سمجھ لے کہ وہ علم و آگہی کے اعتبار سے کس طبقے سے متعلق ہے۔ اور اس کا دائرہ کار کیا ہے؟

پھر اپنے دائرہ کار ہی میں رہ کر تبلیغ و اصلاح کے امور انجام دے — اب جو لوگ صرف سیکھنے کی منزل میں ہوں تو وہ صرف سیکھنے ہی کی کوشش کریں۔ اور جس چیز کو اچھی طرح سیکھ لیں اس کو عام کرنے کے لئے بے حد محتاط رویہ اپنائیں۔ جس کی چند شکلیں یہ ہیں۔

۱: جو کچھ بیان کریں علمائے اہلسنّت کی کتابوں سے دیکھ کر بیان کریں یعنی زبانی تقریر سے اپنے کو بچائیں بس مستند و معتبر کتاب پڑھ کر سنائیں۔

۲: ان کتابوں سے منتخب مضامین نکال کر کاغذ پر لکھ لیں پھر اس کو کسی اپنے اوپر کے طبقے والے کو دکھا کر تصحیح کرالیں پھر اسے پڑھ کر سنائیں۔

۳: اگر مذکورہ بالا صورتیں دشوار ہوں تو امیرِ دعوتِ اسلامی کی تصنیفِ لطیف "فیضانِ سُنّت" اور ان کی دوسری اصلاحی کتابیں ہی کو سبقاً سبقاً پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور اس کی ہدایات کو عام کریں۔ "فیضانِ سُنّت" کو جلیل القدر علمائے اہلسنّت و جماعت کا اعتماد و اعتبار حاصل ہو چکا۔ جیسا کہ قارئین پر ظاہر ہے خود علامہ اختر رضا ازہری صاحب قبلہ نے اس پر ان لفظوں میں تقریظ تحریر فرمائی ہے۔

۷۸۶ / ۹۲

"نحمدہ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ الکرام اجمعین۔ میں نے زیر نظر کتاب مستطاب فیضانِ سُنّت کا ابتدائی حصہ چند صفحوں سے دیکھا طرز نگارش سے دل بہت خوش ہوا۔ مصنف فاضل نے لوگوں کے لئے مختلف کتب سے مفید باتوں کا ذخیرہ فراہم کیا ہے۔

اور سنتِ نبویہ علی صاحبہا التحیۃ کا فیضان آشکار ہے مولائے کریم فیضانِ سنت کو مقبول اور مبلغ سنیت و سنت بنائے اور مصنف کو جزائے خیر دے۔ آمین وصلے اللہ تعالیٰ علیٰ رسولہ محمد و آلہ وصحبہ وبارک وسلم

۱۷/ ذی قعدہ ۱۴۰۹ھ۔

(فیضانِ سنت ص۱۲ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر کراچی)

۴: وعظ و تقریر کے لئے وہی کھڑا ہوا کرے جو علماء اہلسنت کی کتابوں کے مضامین کو اچھی طرح حفظ کر چکا ہو اور پھر اس کو من و عن بیان کر دینے پر قادر ہو۔

۵: اپنے علم سے آگے نکتہ پیدا کرنے کی کوشش نہ کریں۔

۶: اپنے خطابات میں علمائے کرام کو تنبیہات نہ فرمائیں اور اشارۃً وکنایۃً بھی علمائے کرام اور سنی مدارس کا استخفاف (تحقیر) نہ کریں۔ مذکورہ بالا باتوں کے سوا دعوتِ اسلامی کے وابستگان پر لازم ہے کہ وہ ہر حال میں مندرجہ ذیل باتوں پر بھی عمل پیرا رہیں۔

۱: ایسا ماحول نہ بنائیں کہ جو دعوتِ اسلامی سے جتنا زیادہ قریب تر ہوتا جائے وہ اتنا ہی دوسرے علمائے اہلِ سنت سے بعید تر ہوتا چلا جائے۔

۲: اپنے جماعتی پروگرام و اجتماعات میں جماعتی پالیسی کی رعایت کریں لیکن انفرادی طور پر اہل سنت و جماعت کے جملہ معمولات اپنائے رکھیں۔ اور عہدِ حاضر میں اہلِ سنت کی جو شناخت ہے وہ ہر حال میں ان کی ذات سے وابستہ اور ان کے قول و عمل سے ہم رشتہ ہے۔

۳: علمائے اہل سنت کی تدریسی، تصنیفی، اور تقریری خدمات کی قدر کریں اور اپنی کسی حرکت و عمل کو ان کی دینی و مذہبی خدمات پر ترجیح نہ دیں ۔

۴: رب کریم اپنے فضل و کرم سے اگر ان سے کوئی دین کی خدمت لے لے تو بہ ہزار عجز و نیاز خدا کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کریں اور اس کو اپنا کارنامہ نہ تصور کریں کہ ان کے دل میں اپنی بڑائی کا خیال پیدا ہو سکے۔

آخر میں تمام برادران اہلسنت سے گزارش اور اپنے متوسلین کو ہدایت ہے کہ وہ دعوتِ اسلامی کی تحریک کی ہر ممکن طریقے پر بھرپور مدد کریں۔ اس کے اجتماعات میں شریک ہوں۔ اس کے تعلق سے کسی طرح کی بدگمانی کا شکار نہ ہوں۔ اعدا دین اور حاسدین کے پروپیگنڈہ پر کان نہ دھریں اور یقین کرلیں کہ دنیائے اسلام کی عبقری شخصیتوں نے اس تحریک کی تائید مکمل علم و آگہی کی روشنی میں کی ہے اور اس سلسلے میں انھوں نے کوئی بھول نہیں کی ہے ـــ دعاگو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ گرامی قدر و منزلت حضرت مولانا الیاس صاحب قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ کی عمر و صحت و اقبال میں برکت عطا فرمائے، ان کے فیوض و برکات کو عام فرمائے اور ان کی تحریک دعوتِ اسلامی کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرماتا رہے۔ نیز۔ مسلمانوں کے قلوب کو اس تحریک سے ایسا وابستہ کردے ـــ تاکہ شعور و آگہی کی روشنی میں وہ خود محسوس کرسکیں کہ اس تحریک کے فروغ و ارتقا کے لئے اپنے مساعیٔ جمیلہ کو بروئے کار لانے ہی میں ان کی دنیوی و اخروی صلاح و فلاح ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ اللھم لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا

وهب لنا من لدنك رحمة وصل وسلم وبارك
على سيدنا ومولانا محمد نبى الرحمة وآله وصحبه
اجمعين -

برحمتك يا ارحم الراحمين

سيد محمد مدنى الاشرفى
الجيلانى غفرله

۲۰ رمضان المبارک سنہ ۱۴۱۲ھ
مطابق ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۹۲ء

مخدوم الملت حضور محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کا ترجمۂ قرآن

معارف القرآن (عکسی)

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سیّد محمد مدنی اشرفی جیلانی جانشین محدث اعظم ہند کی کامل جدوجہد اور انتھک کوششوں کے نتیجے میں ایک ساتھ اردو، گجراتی، ہندی میں طبع ہو کر منظرِ عام پر آچکا ہے۔ نہایت سلیس اور آسان زبان میں، اپنے اندر ہر خاص و عام کے لئے ایک بیش بہا خزانہ لئے ہوئے۔ یہی وہ ترجمہ ہے جسے دیکھ کر فاضلِ بریلوی امام احمد رضا بول پڑے "مخدوم زادے! اردو میں قرآن لکھ رہے ہو؟" (امام احمد رضا)

آج ہی رابطہ قائم کریں * .....

ناشر — محدثِ اعظم پبلیکیشنز خانقاہ اشرفی
ہاتھی کھائی احمد آباد ۳۸۰۰۲۱

نوٹ: تاجر کتب فروش حضرات کو
خصوصی رعایت دی جائے گی

(۱)

محدثِ اعظم مشن؟

مخدوم الملت، آقائے نعمت حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی ذات بابرکت نہ صرف ہند و پاک بلکہ عالم اسلام کی مشہور و معروف ہستیوں میں سے ہے۔

آپ نے اپنی حیات ظاہری میں دین و سنیت کے فروغ وارتقاد کے لیے جو پرخلوص خدمات پیش کی ہیں آج دنیا میں اس کی مثال ملنا نہایت مشکل ہے۔ اپنے روحانی و تبلیغی دورے، تقریری پروگرامات، تحریری اقدامات۔ نیز۔ تحریکی و تنظیمی کارگزاریوں کے ذریعہ اپنے عیش و آرام، چین و سکون کو غارت کر کے قوم کی فلاح و بہبودی کے لئے شب و روز کوشاں و جویاں رہنے والی ذات کا نام ہے محدثِ اعظم! گویا قوم کی صلاح و فلاح جن کی زندگی کا مقصد عظیم اور نصب العین رہا ہو۔ ایسے عظیم قائد، عظیم رہنما، کی بارگاہ عالیجاہ میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کا اس سے بہتر طریقہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسکے مقصدِ حیات کو، اس کے مشن اور آرزوؤں کو زندہ رکھا جائے اور جس مقصد عظیم کی خاطر اس نے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا اسے مزید فروغ وارتقاد کی منزلوں سے ہمکنار کیا جائے

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی جانشین محدث اعظم ہند علیہ الرحمة کی سربراہی و سرپرستی اور قیادت میں اس (محدث اعظم مشن) تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ جس کی برانچیں (شاخیں) ملک کے تقریباً ہر صوبے میں، ہر ضلع ہر شہر میں بڑی تیزی سے پھیلتی جارہی ہیں جس کا باقاعدہ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کا مرتب کردہ ایک مکمل رجسٹرڈ دستور العمل بھی ہے۔ جس میں اس مشن

(ب)

کے اجمالی و تفصیلی اغراض و مقاصد کے ساتھ ساتھ اس سے وابستہ افراد کے طریقۂ کار کے متعلق دفعات اور ضوابط بھی ہیں جن کی روشنی میں ہر شاخ اپنے اپنے علاقوں میں اپنے صلاحی و فلاحی ـــ مذہبی و روحانی مشن کو بڑے ہی حسن و خوبی سے آگے بڑھا رہی ہے۔

محدث اعظم مشن صوبہ گجرات کی جانب سے "معارف القرآن" ترجمہ مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی اشاعت ـــ محدث اعظم مشن صوبہ کرناٹک کی جانب سے "مدنی میاں عربک کالج" ہبلی کا قیام محدث اعظم مشن (مرکز) کچھوچھا شریف کی جانب سے "محدث اعظم مشن نرسری ہائی اسکول" کا قیام اس مشن کے بیشمار کارناموں میں سے چند عظیم کارنامے ہیں۔

وجہ تسمیہ

اس تحریک و تنظیم کا نام "محدث اعظم مشن" محسن اہل سنت، ناصر شریعت، صدر مسند ارشاد و ہدایت، قدوۃ ارباب طریقت، زبدہ اصحاب حقیقت، مظہر صفات ربانی، مورد الطاف سبحانی، وارث علوم انبیا والمرسلین، شیخ الاسلام والمسلمین، سید المحدثین، رئیس المتکلمین، محبوب الاتقیا، سرآمد علما و صوفیا، چشم و چراغ دودمان غوثیہ، سراج خانوادۂ اشرفیہ، قاطع عروق شرک و ضلالت، شہسوار سمند خطابت، اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت، مخدوم الملت مولینا الحاج **سید محمد** صاحب اشرفی جیلانی محدث اعظم ہند کچھوچھوی قدس سرہ العزیز کے نام پاک سے برکت حاصل کرنے کے لئے ہے مخدوم الملت محدث اعظم ہند قدس سرہ کی بارگاہ میں مخلصانہ خراج عقیدت پیش کرنے کی اس سے بڑھ کر اور کیا شکل ہو سکتی ہے۔ کہ ہم ان کے مذہبی، دینی، اصلاحی، روحانی اور صلاحی و فلاحی مشن کو اپنی آنکھوں کا سرمہ اور دلوں کی دھڑکن بنالیں۔

تنظیم و اتحاد و عمل کو دعوت

محدث اعظم مشن مختصر لفظوں میں یہ **چاہتا ہے**

۱۔ اللہ کی رسی سب کے سب مضبوطی سے پکڑو اور پھٹے پھٹے نہ رہو۔

۲۔ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ، سچوں کے ساتھ رہو۔

۳۔ آپس میں جھگڑا نہ کرو، کمزور ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

۴۔ تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا

۵۔ حکمت و موعظت حسنہ کے ذریعہ رب تعالیٰ کی راہ کی دعوت دو۔

۶۔ جو رسولِ کریم دیدیں اسے لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔

۷۔ ان راستوں پر چلو جو انعام والوں کے راستے ہیں جن پر چل کر چلنے والے کامیاب ہو چکے۔

۸۔ اپنے درمیان پیدا ہونے والے نزاعی معاملات کا حل کتاب و سنت سے حاصل کرو۔ اسکے لئے غیر اسلامی عدالتوں کا دروازہ مت کھٹکھٹاؤ۔

۹۔ پورے کا پورا اسلام قبول کر لو اور پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ شریعتِ محمدیہ کی پسند و ناپسند کو اپنی پسند و ناپسند کا معیار بنا لو۔

۱۰۔ اللہ جل جلالہٗ و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے بنائے ہوئے قانون سے راضی کرنے کی کوشش نہ کرو بلکہ خدا اور رسول سے پوچھو کہ وہ کیسے راضی ہوں گے جیسی ہدایت ملے اسی طرح راضی کرو۔

لہٰذا "محدث اعظم مشن" کے دستور العمل کو آج ہی منگائیں اور ضرور منگائیں۔ نیز۔ اس کی روشنی میں اپنے علاقے میں، اپنے ایریے میں اس مشن کی شاخ (برانچ) قائم کر کے اپنے ماحول اور معاشرے کی صلاح و درستگی کی ہر ممکن کوشش فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن ہ

دستور العمل فی کاپی ہدیہ ۳/ روپے،

اس پتے پر لکھیں

محدث اعظم مشن (گجرات پردیش)
خانقاہ اشرفیہ ہاتھی کھائی
احمد آباد ۱ء (گجرات)

فقط - دعاجو

عبدالوہاب اشرفی - صدر
پروفیسر یوسف قریشی سکریٹری
محدث اعظم مشن گجرات پردیش

"مدنی میاں عربک کالج" ہبلی

یہ وقت کی اہم ضرورت، حالات کی نزاکت کا غماز اور ملت اسلامیہ کے نونہالوں کے لیے ایک عظیم تحفہ جو محدثِ اعظم کانفرنس ۱۹۸۹ء ہبلی (کرناٹک) کے نتیجے میں حاصل ہوا اور ۳۰ دسمبر ۸۹ء ہی کو اس کی بنیادی کارروائی عمل میں آئی۔ بچے اگر قوم کا مستقبل ہوتے ہیں تو نوجوان نسل اس قوم کا دورانِ خون ہوتی ہے اور ملت کے احیاء و بقاء نوجوانوں ہی سے وابستہ ہوتی ہے۔ لہذا۔ ان میں دنیاوی تعلیمات کے ساتھ ساتھ اسلامی روح پھونکنا اور ان کے اخلاق و کردار کی اصلاح کرنا، نیز۔ انھیں دینی و مذہبی تعلیم و تربیت سے آراستہ و پیراستہ کرنا، اس پُر آشوب دور میں جس قدر ناگزیر ہے وہ ہر کس و ناکس پر اظہر من الشمس ہے۔ اور یہی ہمارا نصب العین اور مقصود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب اشرفی جیلانی جانشین محدثِ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی اپنی دینی و مذہبی سرگرمیوں میں بے پناہ مصروفیات کے باوجود اس ادارے کو خصوصی توجہ اور حمایت حاصل ہے۔

پیر طریقت صوفی سید شاہ جہانگیر اشرف نواسہ محدث اعظم ہند کی نگرانی میں جس کی تعمیری سرگرمیاں بڑے زور و شور سے جاری ہیں اور ادارہ اپنی ابتدائی زندگی میں ہی ترقی کی راہ میں تیزی سے گامزن ہے۔ اس ادارہ کی ترقیات میں آپکو بھی ہاتھ بٹانا ہے۔ اپنی بے لوث خدمات، اپنا ہر وہ ممکن تعاون اس ادارے کو پیش کریں۔ جو اس ادارے کے استحکام اور جلاء کا ضامن ہو۔ نہیں۔ کل نہیں۔ آج ہی دستِ تعاون بڑھائیے، ادارے کی مدد کیجئے!

★★ اپنی امدادی رقومات مندرجہ ذیل پتے پر ارسال کریں۔ ★★

- جی، ایم۔ پلاں
جی، ایم فرنیچرس، اسلام پور روڈ
اولڈ ہبلی (کرناٹک) ۵۸۰۰۲۴

ڈرافٹ بھیجیں تو "مدنی میاں عربک کالج" ہبلی
کے نام سے بنوائیں۔